ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر 98 | قیمت تیس روپے | جون 2008ء



امیر آباد چھوربٹ بلتستان کا ایک منظر

نعت

احسان علی دانش

ذرے نے مانگ لی ہے کرن آفتاب سے
اُمید ہے کرم کی رسالت مآبؐ سے

حد نگاہ پھر کوئی صحرا نظر میں ہے
تشنہ بنی بجھائے زم زم کے آب سے

نور جل ہے ظلمت دوراں میں تیرا نام
روشن ہے دو جہاں تیرے آب و تاب سے

یٰسین تُو، مزمل و طٰہٰ تمہاری ذات
ظاہر ہے تیری شان خدا کی کتاب سے

میں نعت گو ہوں آپ کا احسان ہے تیرا
کچھ ڈر نہیں ہے اب مجھے روزِ حساب سے

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب



انٹرنیشنل

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

مدیر: علامہ محمد بشیر

تاریخ: جون 2008ء

شمارہ نمبر: 98

قیمت: تیس روپے

فہرست مضامین

برائے خط و کتابت

358-A، سیکٹر G-6/1-1،

اسلام آباد، پاکستان۔

نوٹ:

مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

چیک، ڈرافٹ بنام

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اکاؤنٹ نمبر 1778

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے انٹر گرافک پرنٹر، آئی نائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ G-6/1-1،358-A، اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر وتذکر

رب العالمین نے شہد کی مکھی کی طرزِ معاشرہ کا تذکرہ فرما کر سورۃ نحل کی آیت نمبر 69 کے اختتام پر یوں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔ ترجمہ: بیشک غور وفکر کرنے والی قوم کے لئے اس میں ایک بڑی نشانی ہے۔

شہد کی مکھی کا معاشرتی نظام نہایت پاکیزہ اور مستحکم ہے۔ پہاڑوں اور درختوں وغیرہ پر وہ اپنا چھتہ بناتی ہے۔ مکھیوں کی ایک بڑی تعداد چھتے کی حفاظت پر مامور ہوتی ہے۔ گویا ایک بڑی تعداد سیکیورٹی گارڈ کے فرائض انجام دیتی ہے۔ ان کی ڈیوٹی یہ ہوتی ہے کہ وہ باہر سے چھتے پر آنے والی مکھیوں کی سخت چیکنگ کرتی ہے۔ اگر کوئی مکھی دانستہ یا نادانستہ یا اضطراری حالت کی وجہ سے کسی گندی جگہ سے مس ہوگئی ہو تو سیکیورٹی گارڈز مکھیاں اُس کو چھتہ کے قریب میں آنے نہیں دیتیں بلکہ چھتے سے کئی گز دُور اُس کو نابود کر دیتی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شہد کی مکھیاں اپنے چھتے کو پاک وصاف رکھنے کے لئے کس قدر مفید اور موثر اقدامات کرتی ہیں۔ تاکہ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ والی قرآنی گارنٹی کے بارے میں کوئی نہ کوئی فرد ضعفِ اعتقادی کا شکار نہ ہو۔ پس اس قرآنی گارنٹی کی رُو سے شہد ہر مرض کے لئے شفا بخش دوا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ کسی قسم کی ملاوٹ سے پاک ہو۔ یہاں تک کہ یہ ذیابیطیس کا مرض بھی خالص شہد سے ٹھیک ہوسکتا ہے۔ اگر شہد خالص نہ ہو اور اُس میں چینی کی ملاوٹ ہو تو پھر چینی کا استعمال ذیابیطیس کے مرض کے لئے نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ذیابیطیس کے مریض کے لئے شہد کے سوا دیگر تمام میٹھی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ شہد اگرچہ تمام میٹھی چیزوں کا مٹھاس کے حوالے سے سردار ہے تاہم وہ خالص ہو تو ذیابیطیس کا مریض اُس کے استعمال سے شفایاب ہو جاتا ہے۔

سبق آموزی:

غور وفکر کرنے والوں کو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ شہد کی مکھیاں اپنے چھتے کو پاک صاف رکھنے کا کس قدر قابلِ نمونہ نظام اپنائی ہوتی ہیں۔ اگر ہم بھی ذرا مکھیوں کے نظام سے سبق حاصل کرنے کی طرف مکمل راغب رہیں تو ہم بھی اپنی برادری کو مخلص افراد کی منافقانہ شمولیت سے پاک وصاف رکھ سکتے ہیں۔ اس کے لئے سب سے پہلے اپنے اصول و فروغ سے کماحقہ روشناسی ضروری ہوتی ہے۔ اگر ہم صحیح معنوں میں اپنے اصحاب کرامات بزرگان دین کے نقوشِ اقدام پر چلنے کو ہی اپنا شیوہ بنانے میں کامیاب رہے تو اپنی برادری میں غیر مخلص افراد کی منافقانہ شمولیت کا خود بخود سد باب ہو جاتا ہے۔ پھر اس بات پر خوب نازاں رہنا چاہئے کہ ہمیں اپنے سلسلہ ذہب کے توسط سے شاہ سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ نے شریعت محمدیہ کما کانت فی زمانہ کو بلاکم وکاست ہم تک پہنچانے کا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ شریعتِ محمدیہ سے بدعات کی آمیزش کو رفو چکر کر کے فروعی مسائل سے روشناسی کے لئے ہمیں الفقہ الاحوط نامی عظیم فقہی کتاب کا تحفہ عنایت فرمایا ہے۔ اصولی مسائل سے روشناسی کے لئے کتاب الاعتقادیہ نامی اصولی کتاب کا لاثانی تحفہ ہمیں ملا ہوا ہے۔ چنانچہ اہل صوفیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی اپنے ہی فروعی مسائل سے کماحقہ روشناس رہیں اور اپنی اولاد کو بھی

اپنے ہی فروعی مسائل سے روشناس کراتے رہیں۔ لہٰذا اہل صوفیہ نوربخشیہ کی مذہبی غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے گھروں میں فقہ احوط اور کتاب الاعتقادیہ کو جگہ دینے کا مخلصانہ رویہ اختیار کریں۔ غیر مفید داستانوں اور مخرب اخلاق کہانیوں پر مشتمل رسائل و کتب کو گھروں میں سجائے رکھنے سے کنارہ کش رہیں۔ اگر ایسا مخلصانہ رویہ اختیار کیا جائے تو ہمارے معنوی وجود میں رخنہ اندازی کے شوقین عناصر کا مجنونانہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ گذشتہ دو، ڈھائی صدیوں میں ایسے شوقین عناصر کا مجنونانہ خواب شرمندہ تعبیر ہوتا رہا ہے اور اس کا خمیازہ ہم تاحال بھگت رہے ہیں۔

آج کل ہمارا حال اس قدر مضحکہ خیز نظر آتا ہے کہ ہم اپنے بزرگانِ دین کے فرامین کو یکسر نظر انداز کرنے پر نازاں نظر آتے ہیں اور غیروں کے اقوال کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں۔ سب سے زیادہ افسوسناک مقام یہ ہے کہ ہم اپنے ہی اصول و فروع کے بعض امتیازی پہلو کے حامل احکام پر عمل کرنے کو باعث عار سمجھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ہماری بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم بے بنیاد اوہام پرستی کو فخریہ انداز میں عملاً خاطر میں لانے میں مسرت کا اظہار کرتے نہیں جھکتے۔ اور شریعت محمدیہ کو پس پشت ڈالنے کا رویہ ہم کو گوارا ہے۔

ان اجمالات کی تفصیلات کسی مناسب وقت پر انشاء اللہ معرضِ تحریر لانے کی سعی کی جائے گی تا کہ ہم یہ فیصلہ کر سکے کہ ہم کدھر بھٹک رہے ہیں اور ہمارا انجام گلستان کیا ہوگا۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

☆☆☆

مجموعہ شریعت محمدیہ

و ینبغی ان یکون الامام مومنا عاقلا عادلا بالغا ولد النکاح تائبا و رعا قاریا فقیہا نسیابل ھا شمیا حسن الصوت صبیح الوجہ طیب الاخلاق مقبول الخلائق والخلاق فان لم یوجد فالا قل ان لا یکون ظاھر الفسق تارک الصلوٰۃ او متکاسلا فیھا فمن من اراد ان لا یکون مغضوباً و مبغوضاً عنداللہ و عند رسول اللہ فعلیہ باقامۃ الجماعۃ بامامۃ کیف اتفق ولا یترکھا بالحیل المبنیۃ علی آقاویل الجھال الذین یزعمون انھم ھم الفقھاء٥

ترجمہ: چاہئے کہ امام مومن ہو، عقل مند ہو، انصاف پسند ہو، بالغ ہو، شرعی نکاح سے جنم لیا ہوا ہو، توبہ گزار ہو، پرہیزگار ہو، قاری ہو، دینی مسائل کی خوب پہچان رکھنے والا ہو، اچھے نسب والا ہو بلکہ ہاشمی ہو، خوش آواز ہو، خوبصورت ہو، اچھے اخلاق والا ہو، خلاق کائنات اور لوگوں میں مقبول شخص ہو، اگر ایسا امام نہ پا سکے تو سب سے پست درجے کا امام یہ ہے کہ وہ ظاہری طور پر فاسق نہ ہو، نماز چھوڑنے والا نہ ہو یا نماز پڑھنے میں سستی کرنے والا نہ ہو، چنانچہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ خدا اور رسول خدا کے ہاں غضب زدہ اور بغض زدہ نہ ہو جاوے تو اس کے لئے جیسی صورت راس آئے کسی بھی امامت کی صورت میں نماز جماعت کا قائم کرنا لازم ہے اور وہ

نماز جماعت ان حیلہ سازیوں سے نہ چھوڑے جن کی بنیاد ان جاہلوں کی باتوں پر ہے جو سمجھتے ہیں کہ صرف وہ فقیہانِ حرم ہیں۔

وضاحت:

مذکورہ عباتوں میں امامتِ نماز کا فریضہ انجام دینے والے امام کے ضروری اوصاف، نماز جماعت کی تاکید اور مختلف بہانے بنا کر نماز جماعت سے کنارہ کش نہ رہنے پر خوب زور لگایا گیا ہے۔

تفصیل وضاحت

امام جماعت کے ضروری اوصاف اور ان کی قدر تفصیل یوں ہیں۔

1- مومن ہونا

پس جو امام سرے سے مومن ہی نہ ہو وہ امامت نماز کا شرعاً اہل ہی نہیں ہوگا۔

2- عقلمند ہونا

پس جو امام جماعت فاتر العقل ہو وہ بھی امامت نماز کا شرعاً اہل نہیں ہوگا۔

3- انصاف پسند ہونا

پس جو امام جماعت ناانصافی کا پتلا ہو وہ بھی امامتِ نماز کا شرعاً اہل ہی ہوگا۔

4- نسلِ حلال ہونا

پس جو امام جماعت تخم حرام کا صحیح مصداق ہو وہ بھی امامت نماز کا شرعاً اہل نہیں ہوگا۔

5- توبہ گزار ہونا

پس جو سرے سے تائب ہی نہ ہوتا ہو وہ بھی امامت نماز کا شرعاً اہل نہیں ہے۔ یہ معاملہ اس کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ جماعت کے روبرو تائب ہوتے رہنا ضروری قرار دیا جائے تو یہ نظریہ نہایت غیر مناسب قرار پائے گا کیونکہ ایسی کارروائی کسی کے خبثِ باطن کے وجدان کی علامت سمجھی جائے گی۔ چنانچہ شریعت محمدیہ کی رُو سے امام جماعت کے لئے توبہ گزار فرد کا ہونا اس قدر ہے کہ اُس کو ہر کوئی نیک معاش سمجھتا ہو اور کوئی بھی اُس کو بدمعاش کہہ کر نہ پکارتا ہو۔ گویا اس کا نیک چلن ہونا ہی مشہور ہو اور بدچلن ہونے کا طعنہ نہ دیا جاتا ہو۔ یہی اس کے پاکیزہ معاشرے کا فرد صالح ہونا ہے۔ لہٰذا یقیناً اُن کا توبہ گزار ہونا عیاں ہو جاتا ہے۔ **کل اناء یتو شح بما فیہ.** یعنی ہر برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اُس کے اندر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اُس کی ظاہری حالت باطنی حالت کی ترجمانی کرتی ہے۔

6- پرہیزگار ہونا

یہ وصف تو ہر کسی کی فضیلت کا معیار ہے۔ پس جو امام جماعت پرہیزگاری کی صفت سے یکسر محروم ہو وہ بھی امامت نماز کا شرعاً اہل قرار نہیں پائے گا۔ یہ بھی اس کی طرز زندگی سے خوب عیاں ہونے والی چیز ہے۔

7- قاری ہونا

اس کا مطلب یہ ہے کہ امامت نماز کا فریضہ انجام دینے والا امام قرآن مجید کو باتجوید پڑھ سکتا ہو۔ قرأت نماز کے تین واجبات ہیں۔ ترتیب۔ موالات۔ ترتیل۔ پس قاری

ہونے کا مطلب یہ ہے کہ امام جماعت قرأت کو باتجوید پڑھ سکتا ہو۔ قرآنی حکم و رتل القرآن ترتیلاo کی تفسیر جناب امیر علیہ السلام نے یوں فرمائی وجود القرآن تجویداo پس امام جماعت تجوید قرأت میں ناکام ہو وہ بھی شرعاً اہل قرار پا نا عنقا ہے۔

8- فقیہ ہونا

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دینی مسائل کی معرفت والا ہو۔ خاص کر نماز کے جملہ احکام کی پوری پوری معرفت والا ہو۔

9- ہاشمی ہونا۔ مطلب یہ ہے کہ امام جماعت اچھے نسب والا ہو۔ اچھے انساب میں ہاشمی زیادہ اچھے نسب والا ہے۔ گویا حلقۂ سادات میں سے ہونا مراد ہے۔

10- خوش آواز ہونا

اس کا مطلب یہ ہے کہ امام جماعت خراب آواز والا نہ ہو کیونکہ جس امام کی آواز خراب ہو وہ باعث نفرت ہے۔ کراہت کے زمرے میں شامل ہے۔ لہٰذا خوش آواز ہونا ہی مناسب ہے تاکہ کراہت کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔

11- خوبصورت ہونا

اس کا مطلب یہ ہے کہ امام جماعت سیرت کے ساتھ ساتھ صورت کے لحاظ سے بھی خوبصورت ہو۔ نہایت بدشکل ہونا بھی جماعت کے لئے ایک لحاظ سے باعث نفرت ہوا کرتا ہے۔ باعث نفرت شکل بھی کراہت کے زمرے میں آسکتی ہے۔

12- اچھے اخلاق کا حاصل ہونا

اس کا مطلب یہ ہے کہ امام جماعت پرلے درجے کا بداخلاق نہ ہو۔ عادات و اطوار کے لحاظ سے پسندیدہ شخصیت کا مالک ہو۔ فرمان رسالتؐ "بعثت لا تمم مکارم الاخلاق." یعنی مجھے اخلاقِ حمیدہ کے تمام کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ گویا اچھے اخلاق کا حامل ہونا تو نہایت اہمیت کا حامل وصف ہے۔

13- خلاق اور خلقِ میں مقبول ہونا

اس کا مطلب یہ ہے کہ امامِ جماعت کردار کے لحاظ سے لوگوں میں مقبول شخصیت کا حامل ہو۔ جب وہ کردار کے لحاظ سے لوگوں میں مقبول ہو اور کسی بھی صورت کے لحاظ سے اس کے خلاف انگلی نہ اٹھائی جاسکتی ہو تو وہ یقیناً خلاق کائنات کے نزدیک بھی مقبول ہوگا گویا یوں ہے کہ ظاہری طور پر ہر لحاظ سے جب وہ بے داغ ہو تو امید قوی ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک بھی مقبول ہوگا۔ گویا اللہ کے نزدیک مقبول ہونے کا سو فیصد دعویٰ کوئی نہیں کرسکتا۔ یہاں پر اس کی قوی امید کی جانے والی بات مراد ہے۔

کم ترین درجے کی امامت

اگر امام جماعت کے جملہ مذکورہ اوصاف کا حامل امام نہ پایا جاتا ہو تو امامتِ نماز کے نفسِ جواز کا حامل امام وہ ہوسکے گا جو ظاہری لحاظ سے فاسق نہ ہو۔ تارک الصلوۃ نہ ہو یا نماز پڑھنے میں سستی کا مظاہرہ کرنے والا نہ ہو۔ پس ایسے امامِ جماعت کی امامتِ نماز شرعاً درست ہے۔ نماز باجماعت کی تاکید کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ درجے سے لے کر ادنیٰ درجے تک جو بھی صورت راس آئے نماز باجماعت قائم کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ خدا اور رسولؐ

کے ہاں غضب زدہ اور بغض زدہ نہ ہو۔ نماز جماعت کا اہتمام نہ کرنے والے قسم قسم کے بہانے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ امام جماعت کے لئے نہایت کٹھن شرائط عائد کر کے نماز باجماعت سے گریز کرنے کی راہ پر وہ گامزن رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو شریعت محمدیہ نے جہالت کے شکار عناصر قرار دیا ہے جو بلند بانگ دعوے کرتے رہتے ہیں اور عملی زندگی کے لحاظ سے وہ خسارے ہی خسارے میں ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔)

☆☆☆

الکتاب

مولوی عبدالحمید

ترجمہ و تشریح

سُوْرَۃُ النَّبَاِ مَکِّیَۃٌ"، آیت نمبر 31 تا 36.

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا o حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًاo وَّ کَوَاعِبَ اَتْرَابًاo وَّ کَاْسًا دِھَاقًاo لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّ لَا کِذّٰبًا o جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَآءً حِسَابًاo

مشکل الفاظ کے معانی

مفازا (کامیابی)۔ حدائق (حدیقۃ" کی جمع باغات)۔ کواعب (کاعب" کی جمع۔ نوخیز۔ جوان۔ اُبری ہوئی چھاتیوں والی)۔ کاسا (جام۔ شراب کا پیالہ)۔ دھاقا (چھلکتے ہوئے۔ لبریز)۔ لایسمعون (نہیں سُنیں گے)۔ لغوا (فضول۔ بے ہودہ باتیں)۔ کذبا (جھوٹ)۔

ترجمہ:

بے شک پرہیزگاروں کے لئے (آخرت میں) کامیابی ہی کامیابی ہے۔ (اُن میں سے) باغات اور انگور ہیں۔ اور جوان اور ہم عمر لڑکیاں ہیں اور چھلکتا جام (ہے)۔ نہ سنیں گے وہاں (جنت میں) کوئی بے ہودہ بات اور جھوٹ یہ بدلہ ہے (اے نبی مکرم) آپ کے رب کی طرف سے بڑا کافی انعام۔

تشریح

گزشتہ آیات میں اللہ کے نافرمانوں کے لئے دوزخ کے عذاب اور سختیوں کا ذکرا ہوا تھا۔ اب یہاں سے اللہ کے فرمانبدار اور پرہیزگاروں کے لئے جنت کی نعمتوں میں سے چند نعمتوں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

جو لوگ بنائے ایمان کو دل سے تسلیم کرتے ہیں اور تصدیق کرتے ہوئے بنائے اسلام پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں ہمیشہ خوف خدا اور خوف آخرت جاگزیں رہے ہیں ان کے لئے روزِ آخرت کامیابی ہی کامیابی ہے انہیں کس قسم کا غم اور حزن و ملال نہیں ہوگا۔ بلکہ قرآن نے یوں ارشاد فرمایا۔ **لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون.** نہ انہیں کوئی (ناکافی) خوف ہوگا اور نہ (عذاب دوزخ کی) فکر ہوگی۔ بلکہ آخرت کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعامات انہیں لوگوں کے لئے تیار کئے گئے ہوں۔ ان انعاماتِ اُخروی میں سے ایک جنت کے باغات ہیں، جن کی وسعت کو قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے۔ عرضھا السموت والارض. اس ایک جنت کی چوڑائی زمیں و

آسمان کے درمیان فاصلے کے برابر ہوگا۔ تو اس کی لمبائی کا کیا عالم ہوگا (سبحان اللہ) وہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔

جنت کا نظارہ کیجئے

سورہ الرحمٰن، پارہ 27 میں اُن باغات کا تذکرہ آیت نمبر 35 تا 47 میں بہت ہی دلنشیں انداز میں بیاں کیا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ وہ جو ڈرتا ہے اپنے رب سے رُوبرُو حاضر ہونے سے اُن کے لئے دو باغ ملیں گے۔ دونوں باغ (پھلدار) ٹہنیوں والے ہوں گے۔ دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ اُن باغوں میں ہر طرح کے میووں کی دو قسمیں ہوں گی۔ (جنتی) تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بستروں پر جن کے استبرق (قیمتی کپڑوں) کے ہوں گے اُن دونوں باغوں کے پھل نیچے جھکے ہوں گے۔

جنت کی حوریں

فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۔ اُن باغوں میں صرف کھانے پینے کی چیزیں ہی نہیں ہوں گی بلکہ اُن میں نیچی نگاہوں والی (باحیا) حوریں ہوں گی جن کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے تو وہ (حوریں) گویا (خوبصورتی میں) یاقوت و مرجان ہیں اِن نعمتوں کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ فرما کر انس و جن دونوں کو آگاہ کیا کہ تم اللہ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ساتھ ہی هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ فرما کر انس و جن سب کو بتا دیا کہ اللہ کے ہاں احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں۔

اور دو باغوں کا تذکرہ

فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۔ آیت نمبر 61 سے جنت کے باغات کی خصوصیات کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ جنت میں دو چشمے اُبل رہے ہوں گے اُن میں میوے ہوں گے کھجور اور انگور ہوں گے اُن میں اچھی صورت و سیرت والی حوریں ہوں گی۔ یہ حوریں پردہ دار خیموں میں (بیٹھی ہوں گی) (نیز ان کی چھاتیاں اُبھری ہوئی ہوں گی جن سے اُن کا حسن دوبالا ہوگا)۔

اِن کو ابھی تک نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے وہ تکیہ لگائے (جنتی مردوں کی آمد کے انتظار میں) بیٹھی ہوں گی سبز مسند پر جو ازحد نفیس اور خوبصورت ہوگی۔ اب یہ جو نعمتیں ملیں گی یہ انسان کا کمال نہیں ہوگا بلکہ رب کریم کی خصوصی عطا اور مہربانی اور فضل و احسان ہوگا اور جنت کی یہ نعمتیں اتنی وافر مقدار میں عطا کریں گے کہ جنتی کہیں گے بس بس ہمیں اتنا ہی بہت ہے چونکہ یہ انعام و اکرام ان کے اعمالِ صالحہ کا بدلہ ہے اس لئے آیت میں جزاء کا لفظ استعمال فرمایا۔ نیز اس کے دینے میں اللہ کا فضل و احسان جلوہ نما ہے۔ اس لئے جزا کے ساتھ عطا کا لفظ لایا گیا۔

لمحہ فکریہ

اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا تذکرہ سننے کے بعد ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور ہمیں ہوش میں آنا چاہئے کہ ہم اللہ کی ابدی اور لازوال نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کے کن کن عارضی حُسن۔ دولت اور عزت کے پیچھے بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔ جنت کی کم سے کم درجے کے ایک جنتی کے لئے جو نعمت

دی جائے گی اس کے مقابلے میں دنیا کی تمام نعمتوں اور عیش و عشرت کو جمع کریں تو اس آخری درجے والے جنتی کو ملنے والے آرام اور نعمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جنتی حوریں حسن سیرت کے ساتھ اتنی حسین صورت ہوں گی جس کا آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو ان دینوی اور عارضی نعمتوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے رب کی حقیقی اور ابدی نعمت کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو جنت کی لازوال نعمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین والہٖ طیبین۔

☆☆☆

حضور اکرمؐ پر درود بھیجنے کی اہمیت اور فضیلت

زاہد حسین بلغاری، کے۔ٹو۔ ہاسٹل ایبٹ آباد

اہمیت:

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے بعد انسانیت کے سب سے بڑے محسن حضورؐ ہیں۔ آپؐ کے احسانات تمام مخلوقات پر بے شمار ہیں اور بالخصوص مسلمانوں پر۔ مسلمان آپؐ ہی کی تعلیمات کی بدولت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور آپؐ کے طفیل سے مسلمانوں کو دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود کا علم حاصل ہوا۔ آپؐ کے ان بے شمار احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی ذات سے سچی عقیدت اور محبت رکھی جائے۔

آپؐ سے عقیدت اور محبت کے بغیر دین کامل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ عقیدت اور محبت کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ عملی طور پر اس کے اظہار کا تقاضا طریقہ یہ ہے کہ آپؐ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور زبانی طور پر یہ ہے کہ آپ کی ذات پر ہر وقت درود بھیجا جائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ درخواست کریں کہ وہ زیادہ سے زیادہ بے شمار رحمتیں ابدالآباد تک نبیؐ پر نازل فرماتا رہے۔ کیونکہ اُس کی رحمتوں کی کوئی حد نہیں۔ ایسا کر کے مسلمان اپنے دلی عقیدت اور محبت کا اظہار بھی کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ کو عظیم فضیلتوں سے نوازا ہے۔ لیکن یہ فضیلت کسی کو نہیں دی کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو حکم دے کہ میں اور میرے فرشتے ایسا کرتے ہیں۔ تم بھی ایسا کرو۔ یہ فضیلت صرف اور صرف حضورؐ کو حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔''

اللہ تعالیٰ کی ذات خود جو عمل کرتا ہے اس سے بڑا اور کیا عمل ہو سکتا ہے۔ حضورؐ کی شانِ اقدس میں درود بھیجنا ہی سب سے بہترین اور بڑا عمل ہے۔

فضیلت:

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

(1) کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے عافیت کا دروازہ کھول دیا۔

(2) قیامت کے دن مجھ سے سب سے قریب وہ شخص ہو گا جس نے دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہو۔

(3) کسی کے پوچھنے پر حضورؐ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا عمل باشندگان زمیں کے سارے اعمال کے برابر اٹھایا

جاتا ہے کیونکہ جب صبح ہوتی ہے تو یہ شخص دس بار مجھ پر درود پڑھتا ہے۔

(4) جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا وہ بدنصیب ہو گیا۔ جس کے سامنے میرا تذکرہ آیا اور اس سے مجھ پر درود پڑھنا چھوٹ گیا اس سے جنت کا راستہ چھوٹ گیا۔

(5) جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نہ اس کے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں تو قیامت کے دن ایسی مجلس ان کے لئے وبال ہو گی۔

(6) جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، دس خطائیں معاف کرے گا اور دس درجے بلند کرے گا۔

(7) حضورؐ نے فرمایا کہ آج میں بہت خوش ہوں۔ صحابہؓ نے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ آج میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آ کر کہا کہ اے سراپا حسن وخوبی کیا آپؐ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپؐ کے رب نے فرمایا ہے کہ آپ کا جو امتی آپؐ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور آپؐ کا جو امتی آپؐ پر ایک بار سلام پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار سلام بھیجے گا۔

(8) جو شخص مجھ پر صبح اور شام دس مرتبہ درود پڑھے گا اس کو قیامت کے دن میری شفاعت مل جائے گی۔

ایک شخص حضورؐ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپؐ پر بہت درود بھیجتا ہوں۔ کتنی بار پڑھا کروں۔ فرمایا جتنی بار چاہو۔ اس نے کہا کہ ذکر خداوندی اور دعا کا ایک چوتھائی مقرر کر لوں۔ حضورؐ نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ اس نے عرض کیا کل ذکر کا آدھا حصہ درود بنا لوں۔ فرمایا جتنا تم چاہو کر لو اگر زیادہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ اس نے کہا دو تہائی فرمایا جتنا چاہو مگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ اس نے عرض کیا، کیا میں سارا وقت درود کے لئے مختص کر دوں تو حضورؐ نے فرمایا ایسی حالت میں تمہاری ساری فکر دُور ہو جائے گی اور دُنیا وآخرت دونوں میں تمہارے لئے کافی ہو گی۔

درود شریف کی برکتیں اور فضیلتیں معلوم ہو گئیں۔ ایسا کم فہم اور نادان کون ہو گا جو رحمتوں کے اس خزانے سے اپنی جھولی بھرنے کی کوشش نہ کریں۔ درود بھیجنا رسول پاک کا ہم پر حق ہے۔

رسول پاکؐ کے ہم پر بے شمار احسانات اور بے انتہا رحمتیں ہیں۔ آپؐ کے ان بے پایاں احسانات اور نہایت رحمت وشفقت کا ہم کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو صرف یہ کہ عقیدت اور محبت اور فداکاری اور جانثاری کے گہرے جذبات کے ساتھ آپؐ کے حضور میں درود وسلام کے تحفے پیش کریں اور خدا سے دعا کریں کہ پروردگار تیرے نبیؐ نے شب وروز جو لرزہ خیز تکلیفیں اٹھا کر ہم تک دین کی روشنی پہنچائی اور ہماری ہدایت کے لئے گھل گھل کر جس طرح اپنی جان ہلکاں کی، ہماری بخشش کی خاطر راتوں کو اٹھ اٹھ کر سجدے کئے اور آنسو بہائے۔ پرودگارا! ہم اس بے مثال احسان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ اے اللہ تعالیٰ رب العزت تجھ سے ہماری درخواست ہے کہ تُو ان پر اپنی بے بہار رحمتوں کی موسلا دھار بارش برسا۔ ان کے درجات کو بلند فرما۔ ان کے دین کو باطل کی یلغار سے محفوظ رکھ اور فروغ عطا فرما ان

کی امت کو اتحاد و یگانگت نصیب فرما۔ پروردگارا ہمیں چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، کروٹ بدلتے ہر وقت حضورؐ کی شانِ اقدس میں درود بھیجنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

☆☆☆

ماہ ربیع الاول کے تقاضے
اور
ہماری ذمہ داریاں

غلام مہدی سکردو

ربیع الاول کا مہینہ پوری امت کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ماہ ہے اس ماہ مبارک میں خاتم الانبیاء محسن انسانیت، رحمۃ اللعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لانے کا مبارک دن اور شریعت محمدیہ کو اپنی انتہا تک پہنچانے کے بعد اپنے رب کی طرف لوٹتے ہوئے امت اپنے عظیم محسن سے جدا ہونے والا دن بھی ہے جس نے اپنے عمل اور کردار سے ثابت کر دیا کہ وہ پوری انسانیت کے لئے سراپا رحمت ہیں۔ بلکہ ان کا ہر فعل ہر قول اور ہر فرمان قیامت تک آنے والی نوع انسان کے لئے رُشد و ہدایت اور بے مثال رہنما اصول کا درجہ رکھتا ہے۔ ان پر عمل کرنے سے انسان نہ صرف دنیا میں رُشد و ہدایت کے مرتبے پر فائز ہوسکتا ہے بلکہ اس کا ہر کردار ہی اس کے لئے نجات اُخروی کا باعث ہوسکتا ہے امر واقعہ یہ کہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کو باعث تخلیق کائنات قرار دیا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات مبارک دنیا میں تشریف نہ لاتے تو دنیا معرض وجود میں آنا ممکن نہ تھا چونکہ آپ کی آمد باسعادت کے ساتھ ہی نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ آپ کا ختم ہونا انسانی رشد و ہدایت کے سلسلے کی تکمیل کا اعزاز بھی آپ کی ذات بابرکات کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین اسلام کی تکمیل کے ساتھ خاتم الانبیاء ہونے کی بشارت بھی دی اور پھر سب سے اہم اور قابل ذکر پہلو یہ تھا کہ اس کتاب مبین کی حفاظت کا ذمہ بھی ذات باری تعالیٰ نے خود لیا۔ یہ اس لئے کہ اس طرح ختم نبوتؐ کے مرحلے کی تکمیل ممکن تھی اور اس کتاب کی صورت جس میں قیامت تک نوع انسانی کو پیش آنے والے مسائل کا حل موجود ہے دین کا مرحلہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری کی نوید بھی دراصل آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاءؑ پر وحی الٰہی کی صورت میں کتابیں اور صحائف نازل ہوئے ان میں سے آج کوئی ایک بھی اپنی اصل صورت میں موجود نہیں۔ یہ اعزاز صرف حضورؐ خاتم المرسلینؐ، امت مرحومہ اور قرآن مجید کو ہی حاصل ہے۔ آپ کا مقام و مرتبہ کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ کئی انبیاء و مرسلین اس خواہش اور تمنا کا اظہار کرتے رہے کہ کاش انہیں نبی آخر الزمانؐ کے امتی ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا۔ حضورؐ خاتم المرسلین اور امت مرحومہ کے لئے یہ امر بھی انتہائی فخر و انبساط کا باعث ہے کہ آپ کی فرمائی ہوئی ایک ایک بات، احادیث اور روایات کی صورت میں زندہ جاوید ہے اور نہ صرف امت مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کے لئے آج بھی مشعل راہ ہے۔ اگر آج کے دور پر ایک نظر ڈالی جائے۔ جس دور میں آپ کا قدم مبارک اس دنیا میں پڑا

تو پوری انسانیت کا کردار انتہائی گھناؤنا اور اس وقت تک کی معلوم دنیا کے علاوہ خطہ عرب کے حالات انتہائی مخدوش نظر آتے ہیں معمولی باتوں پر عرب قبائل جنگ و جدل کا شکار ہو جاتے اور ان کی ہر لڑائی کئی نسلوں تک جاری رہتی۔ معاشرتی اقدار بُری طرح پامال ہو چکا تھا۔ جنگ و جدل، قتل و غارت گری اور اخلاقی اقدار کی پامالی ایک معمول بن کر رہ گیا تھا۔ صدیوں سے یہ سلسلہ جاری تھا اور عربوں کی پسماندگی کا یہ عالم تھا کہ اُس دور کی ایرانی حکومت عرب کو اپنے قبضے میں لینے اور اپنا نو آبادیاتی نظام بنانے تک کو تیار نہ تھی۔ اس پس منظر میں حضورؐ کی ولادت باسعادت اور پوری نوع انسانی کی رہنمائی کا مشن ان کے سپرد ہونے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہونا چاہئے کہ یہ مشن کس قدر عظیم تھا اور اس راہ میں آپ کو کن کن مصائب اور مشکلات مختلف طبقوں کی طرف سے شدید مزاحمت بالخصوص بیت اللہ میں بتوں کو سجانے اور ان کی پُوجا کرنے والے قریش کی طرف سے کس قدر شدید مخالفت و مخاصمت کا سامنا کرنا پڑا اور پوری نوع انسانی تک توحید کا پیغام پہنچانے کے لیے کیسی کیسی قُربانیاں دینا پڑیں۔ اس لئے کہ آپؐ کی تعلیمات کا تعلق صرف اس دور کے انسانوں اور ان کی رہنمائی تک ہی مدود نہ تھا بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کی رشد و ہدایت اور نجات کے لئے نا گزیر ہیں۔ آپؐ کی تعلیمات کا مرکز و محور توحید و رسالت ہے۔ یعنی پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لا کر آپؐ کی رسالت کا اعتراف کیا جائے اور قرآن حکیم کی صورت میں جو آخری کتاب دی گئی اس کی تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا جائے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آنے والے انبیاء و رسل پر بھی ایمان لایا جائے۔ اسلام کا سب سے بڑا اعزاز یہ بھی ہے کہ دوسری مذہبی کتابوں کی طرح اس میں صرف مخصوص دور کے مسائل کا حل ہی پیش نہیں کیا گیا بلکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں، بلکہ پوری انسانیت کو درپیش مسائل کا حتمی حل پیش کیا گیا ہے۔ اسلام کا یہ پہلو حضورؐ کی ذات بابرکات کی عظمت اور باقی تمام ادیان، مذاہب پر فوقیت و برتری پر دلالت کرتی ہے۔

اسلام نے صرف مخصوص دور کے مسائل کا حل ہی پیش نہیں کیا۔ بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں قیامت تک پیش آنے والے مسائل کے حل کے لئے اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اسلام اور قرآن کا یہی پہلو حضور نبی کریمؐ کی ختم رسالت قرآن مجید کا آخری کتاب ہونے اور اسلام کے ایک مکمل دین ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے شدید مخالفین بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ قرآن حکیم میں آج تک کوئی تبدیلی اور ترمیم نہیں ہو سکی اس لئے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔ یہی امر اسلام اور قرآن کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ حضور نبی کریمؐ کی ولادت باسعادت اور اعلان رسالت پر بمشکل ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ اسلام اس دور کی سب سے بڑی سیاسی اور مذہبی قوت کا درجہ اختیار کر گیا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے روشنی کا مینارہ ثابت ہوا شرک و بدعت کی سرزمین توحید کا مرکز بن گیا اسلام نے ہر قسم کی نسلی، لسانی، گروہی اور علاقائی عصبیت کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ انسانی مساوات کی وہ مثال قائم کی گئی جس نے معاشرے کے پسے ہوئے اور پسماندہ طبقوں کو عزت و وقار سے زندہ رہنے کا حوصلہ بخشا اور صرف نیکی اور اعمال صالح ہی کو

فوقیت اور قربت الٰہی کا ذریعہ قرار دیا۔

آج ہم سب حضور نبی کریمؐ کی اس دنیا میں تشریف آوری کا دن منا رہے ہیں تو ہمیں اپنے اعمال و کردار کا ایک جائزہ لینا ہوگا۔ ہم اسلام کے سچے سپاہی کے دعویدار ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ کے طور پر اسلام کی بنیادیں کھوکھلا کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ شریعت محمدیؐ میں طرح طرح کی نئی تاویلات کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کیا ہم نے کبھی سوچا بھی کہ حضور نبی کریمؐ کی اُمت کا دعویٰ دار اسی کے دین سے لوگوں کو بیزار کرنے کی طرف پوری سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آج ہماری غفلت، انحطاط و پستی اور دست نگری نے ہمیں اچھوت قرار دے کر ہمارے دشمنوں پر نمک پاشی کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے ہمیں زندگی کی ہر میدان میں پسماندہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے ادبار و انحطاط کے اسباب کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرنے کے بعد اسلامی تعلیمات کو اپنے لئے روشنی کا مینار بنا کر ان سے رہنمائی حاصل کریں ہم خود اپنے آپ کو اسوۂ رسول اور اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھال کر ہی دوسروں کو اسلام کی دعوت دے سکتے ہیں ہمیں اسلام کی اعتدال پسندی اور میانہ روی کا عملی ثبوت دے کر انتہا پسندی سے دُور رہنے کی ضرورت ہے اس طرح ہم نہ صرف اپنے انفرادی اور اجتماعی مسائل پر قابو پا سکتے ہیں بلکہ پوری انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دینے کو پوزیشن میں آسکتے ہیں۔

☆☆☆

حرمت رسول عربیؐ

کفایت حسین

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ○

ترجمہ: ''تم اپنی آواز کو پیارے نبیؐ کی آواز سے اونچا مت کرو۔''

متذکرہ بالا آیت مبارکہ میں خدائے لم یزل نے مسلمانان عالم کو اور خصوصاً اوائل اسلام کے صحابیوں کو سختی کے ساتھ حکم فرمایا ہے کہ جب تم پیارے نبیؐ سے مخاطب ہوں تو اپنی آواز کو اس حد تک رکھو کہ پیارے نبیؐ کی آواز سے اونچی نہ ہونے پائے۔ اس آیات مبارکہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک کے ہاں اپنے پیارے حبیبؐ کا مقام کیا ہے!

خدائے ذوالجلال کو تو اپنے پیارے حبیبؐ کی آواز سے کسی آواز اونچی ہونا گوارا نہ تھا لیکن افسوس صد افسوس آج مسلمانان عالم کا خون جوش مارنا بھول گیا ہے۔ آج مسلمان ماؤں نے خالد بن ولیدؓ، عمرو بن عاصؓ اور امام حسینؑ جیسے پُر جوش، باعزم اور دین حقہ پر کٹ مرنے والے بیٹوں کو جنم دینا چھوڑ دیا ہے یا ماؤں کی سرپرستی میں بہنوں کے کردار میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت زینبؓ کی جھلک ختم ہوگئی ہے۔ ورنہ آج ڈنمارک اور مغربی استعمار میرے پیارے آقا، حبیب خدا، رحمت دو عالمؐ کی شان میں گستاخی کی مرتکب ہونے سے پہلے کئی بار سوچتے!

آج عالم اسلام کو باہمی رنجش بھول کر، شیطان لعین کے مکروہ جال کو توڑ کر ایک بار پھر سے متحد ہو کر نعرہ تکبیر اور نعرہ حیدری لگاتے ہوئے آگے بڑھ کر اغیار کی سازش کا منہ توڑ

جواب دینے کی ضرورت ہے۔

آج پھر سے دین محمدؐ ہم سے بازوئے حیدرؓ کا تقاضا کر رہا ہے آج پھر دین حقہ اپنی بقا کی خاطر سیرت حسینؓ کی تلاش میں ہے۔ آج پھر طاغوت اپنی بھرپور طاقت کے ساتھ دور جدید میں ایک نیا یزید بن کر ابھر رہا ہے۔

مسلمانوں کو بدر وحنین خیبر وخندق سے اور کربلائے معلی سے سبق سیکھنے کی ضرورت ہے امام عالی مقام کی سیرت مبارکہ پر چلنے کی ضرورت ہے کیونکہ۔

قتل حسینؓ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مغربی استعمار اور ڈنمارک کے نسلی بے نشانوں کو ایک بار پھر سے سبق سکھانے کی ضرورت ہے۔ آخر یہ لوگ ہماری وقتی کوتاہیوں اور سستیوں کو ہماری مستقل عادت یا سوچ سمجھتے ہیں تو یہ ان کی خام خیالی ہے کیونکہ اس دین کی حفاظت کی ذمہ داری ربّ کائنات نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ لہذا کسی بھی دن اس دین کے فرزندوں میں جوش شہادت، جذبہ ایمانی ابھر سکتا ہے۔ جب روح حسینؓ فرزنداں اسلام نے جسموں میں داخل ہو کر ایک بار پھر سے کربلا سجانے کی دعوت دے گا تو اس عالم میں ایسی تباہی آئے گی کہ شیکاں اور سیکاں کے ناجائز اولادوں کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ اگر آج یہ لوگ عالم اسلام کی وقتی غفلت سے اس حد تک فائدہ اٹھاتے تو وہ دن دور نہیں جب یہ فرزنداں اسلام ایک بار پھر سے:

شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن

کا نعرہ لگاتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں روک پائے گی چاہے کوئی مسلم حکمران ہی کیوں نہ ہو۔ لہذا حکمران مسلمانان عالم سے ہماری آخری اپیل ہے کہ آپ اپنے طور پر ڈنمارک اور ان کے حواریوں کو تنبیہ کرے ورنہ ایک ایسا طوفان اٹھے گا اس دنیا سے مغرب جدا ہو جائے گا۔

☆☆☆

تصوف کیا ھے

اویس قرنی کوروی متعلم مدرسہ شاہ ھمدان سکردو

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول بھیجا تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کے پانچ فرائض نبوت کا ذکر فرمایا ہے۔ (1) اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرنا۔ (2) کتاب اللہ کی تعلیم دینا۔ (3) حکمت کی تعلیم دینا۔ (4) مومنوں کو پاک کرنا۔ (5) باطنی علم سکھانا۔ ایک بات جو اس آیت مبارکہ سے بالکل واضح ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری اور باطنی علوم کے ساتھ ساتھ لوگوں کو پاک کرنے کا اختیار بھی عطا فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ پاک کرنے والا ان کی مثل کیسے ہو سکتا جو پاک نہیں ہیں؟ علم سکھانے والا ان کی مثل کیونکر ہو سکتا ہے جو کچھ نہیں جانتے۔ پس ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل بشر ہیں۔ اب ہم اس آیت مقدسہ کے ترجمہ پر غور کرتے ہیں۔ تلاوت کردہ آیات اور تعلیم کتاب و حکمت کے متعلق تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد

قرآن پاک اور شریعت مطہرہ کی مکمل تعلیم ہے۔ تزکیہ سے مراد نبی کریم کا لوگوں کے قلوب کو روحانی پاکیزگی عطا کرنا ہے۔

یعلم کا فعل دوبارہ ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تعلیم، کتاب و حکمت کی تعلیم ہے، جدا نوعیت کی ہے، شاید اس سے مُراد علم لدنی ہے جو قرآن باطن اور نبی کریمؐ کے سینہ مبارکہ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کا حصول صرف انعکاس ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ یعنی یہ علم کتابوں سے نہیں ملتا بلکہ نور مجسمؐ کے سینہ پر انوار سے علم لدنی کے تجلیات و انوار، اولیائے کرام کے قلوب پر منعکس ہوتے ہیں اور پھر سینہ بہ سینہ یہ اسرار و معارف اہل اللہ حاصل کر کے تشنگانِ معرفت کے دلوں پر نقش کرتے ہیں۔ اسے باطنی علم لدنی یا علم تصوف کہا جاتا ہے۔

تصوف جس طرح توحید، سلوک طریقت، معرفت، اخلاص، کشف اسرار و معرفت وغیرہ سب تصوف کے ہی مختلف نام ہیں جو تصوف کی کتب میں جا بجا مذکور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَمِعَ صوتَ الصوّف فلا یُؤمِن علی دِعائهم کُتبَ عِندَاللهِ مِنَ الغافلینَ، جس نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اسے نہ مانا وہ بارگاہِ الٰہی میں غافلوں میں شمار کیا گیا۔ گویا لفظ تصوف نبی کریم کا بیان فرمایا ہوا ہے ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ تصوف کا آغاز کیسے ہوا دراصل نور مجسمؐ کی ظاہری حیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم براہ راست نبی کریم کی ذات بابرکات سے اکتساب فیض کرتے۔ انہیں علم شریعت کے ساتھ تزکیہ باطن بھی حاصل تھا اور یہ تزکیہ انہیں نگاہِ مصطفیٰؐ کے صدقے میں نصیب ہوا۔ بعض صحابہ کرامؓ بعض مخصوص اعمال کی وجہ سے جماعت صحابہ میں نمایاں و منفرد ہوئے جیسے کہ اصحاب صفہ ترک دنیا اور زہد و تقویٰ میں مشہور ہوئے۔ سورہ کہف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً 65۔ اور اسے (یعنی خضر علیہ السلام کو) اپنا علم لدنی عطا کیا۔ (آیت 65)

چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس حکم الٰہی سے تشریف لے گئے تو انہوں نے فرمایا! اے موسیٰؑ میں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم میں سے ایک ایسے علم پر ہوں جو اس نے مجھے سکھایا ہے اس علم کو آپ نہیں جانتے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ایسے علم پر ہیں جو اس نے آپ کو سکھایا ہے۔ جسے میں نہیں جانتا اور سورہ کہف میں یوں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔ (حضرت موسیٰؑ نے) کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا (حضرت خضرؑ نے) کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خضرؑ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو آپ نے اس کا تختہ توڑ کر شگاف کر دیا لیکن اس کے باوجود کشتی میں پانی نہ آیا۔ پھر آپ نے ایک بستی میں ایک لڑکے کو قتل کر دیا پھر آپؑ ایک گاؤں پہنچے وہاں کے لوگوں نے آپؑ کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا اس کے باوجود آپؑ نے وہاں ایک دیوار کی مرمت کی جو کہ گرنے کے قریب تھی۔ ان تینوں کاموں پر حضرت موسیٰؑ نے اعتراضات کیئے۔ آخر کار حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ اب ہمیں جدا ہونا پڑے گا البتہ میں آپ کو ان کاموں کا راز بتاتا ہوں۔ جنھیں بظاہر خلاف شرع دیکھ کر آپؑ نے

اعتراضات کیئے۔ میں نے وہ کشتی اس لئے عیب دار کر دی کہ دریا کے پار ایک ظالم بادشاہ صحیح سلامت کشتیاں چھین لیتا تھا اس طرح ان غریبوں کی کشتی ظالم بادشاہ سے محفوظ رہ گئی۔ وہ لڑکا جسے میں نے قتل کیا کافر تھا اور اس کے والدین سچے مسلمان تھے۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کے والدین اس کی محبت میں کافر نہ ہو جائیں۔ اس عوض اللہ تعالیٰ انہیں نیک اولاد عطا کرے گا۔ پھر آپ نے فرمایا یہی وہ دیوار اس شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔ یہ بھید ہے ان باتوں کا جن پر آپ کو صبر نہ ہو سکا۔ اس واقعہ سے مفسرین نے جو نکات اخذ کیے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ (1) ہر خوبی اور کمال کو محض اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھنا چاہئے۔ (2) ہر عیب کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہئے رب تعالیٰ کی طرف نہیں۔ (3) علم کے لئے سفر کرنا انبیاء کرام کی سنت ہے۔ (4) کتنا ہی علم حاصل ہو جائے مزید علم کی جستجو کرنی چاہئے۔ (5) اپنے سے کم مرتبہ والے سے بھی علم سیکھنے میں مضائقہ نہیں۔ (6) علم سیکھنے کے لئے استاد کے پاس جانا چاہئے۔ (7) مرشد یا استاد کے افعال پر اعتراض کرنا بے ادبی ہے منتظر رہے کہ وہ خود ہی اس کی حکمت ظاہر فرمائیں۔ (8) مرشد یا استاد کے افعال پر اعتراض کرنا بے ادبی ہے منتظر رہے کہ وہ خود ہی اس کی حکمت ظاہر فرمائیں۔ (9) مرشد کامل یا استاد پر اعتراض سے اکتساب فیض کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ (10) باطنی علم کامل شیخ کی صحبت اور اس کی نگاہ کیمیا گر سے حاصل ہوتا ہے۔ (11) بعض اولیاء کرام کو لوگوں کے باطن اور ان کے انجام کی بھی خبر ہوتی ہے۔ (12) اہل اللہ کی توجہ سے سوراخ والی کشتی بھی ڈوبنے سے بچ جاتی ہے۔ (13) اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد، خاندان اور اہل محلّہ کو حفاظت میں رکھتا ہے۔ (14) تقدیر پر راضی رہنے میں ہی انسان کی بھلائی ہے۔ (15) سورہ کہف کی آیت نمبر 82 سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کا نیک ہونا اس کی میراث کی حفاظت کا وسیلہ بن گیا۔ اگر باغ فدک حضورؐ کی میراث ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے حقداروں تک پہنچانے کے لئے انتظام فرماتا۔ ثابت ہوا کہ باغ فدک میراث نہیں تھا بلکہ وقف تھا۔

سورہ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔ اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔ اس آیت میں جاھدوا سے مراد مجاہدۂ نفس ہے جو کہ تصوف کا اہم ترین جزو ہے کیونکہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی جبکہ کافروں سے جہاد ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں فرض ہوا۔ (تفسیر صاوی)

بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ صوفی لفظ صوف سے نکلا ہے جس کے معنی اون کے ہیں یعنی یہ لوگ کمبل یا موٹے کپڑے پہننے کی وجہ سے صوفی کہلائے۔ بعض نے کہا کہ صوفی لفظ صوف سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ایک ہونا۔ یعنی یہ لوگ دنیا ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کی وجہ سے صوفی کہلائے۔ بعض کے نزدیک صوفی دین کی اوّل صف میں ہونے کی وجہ سے صوفی کہلاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ صحابِ صفہ کی صحبت و پیروی کرنے والوں کو صوفی کہا جاتا ہے۔

شیخ عمر بن شہاب الدین سہروردی صوفی کے نام کی ابتدا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نہیں دیکھا گیا۔ کہا جاتا ہے۔ یہ نام تابعین کے زمانے میں رکھا گیا ہے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا میں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک صوفی کو دیکھا اس روایت کی تائید حضرت سفیان ثوری کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتے تو میں ریاکاری سے متعلق دقیق باتوں سے واقف نہ ہوتا اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ نام قدیم زمانہ سے مشہور ہے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں مخلوق کی مواقفت سے دل کو پاک رکھنا تمام بری صفات سے دُور رہنا نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا روحانی لوگوں سے دوستی رکھنا علوم حقیقی سے تعلق رکھنا اعلیٰ کاموں کو اختیار کرنا۔ امت مسلمہ کی بھلائی چاہنا اللہ تعالیٰ کی کامل بندگی اور حضورؐ کی شریعت پر عمل کرنا تصوف ہے۔

ان تمام آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف رسول اکرمؐ کے زمانے میں تھا۔ اور اقوال صوفیہ کا خلاصہ یہیں سامنے آتا ہے کہ شریعت مطہرہ کی پابندی کرتے ہوئے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ساتھ تجلیات ربانی کا مشاہدہ کرنا تصوف وطریقت ومعرفت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تصوف کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

(آمین یا اللہ)

☆☆☆

ماں ایک عظیم ہستی

تحریر معصومہ بتول

نوٹ: ماؤں کے عالمی دن کی مناسبت سے یہ مضمون شامل کیا گیا ہے۔

الجنة تحت اقدام الامھات

"ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔"

ماں ایک مقدس رشتہ، عظیم ہستی، دنیا کا خوبصورت اور انمول تحفہ ہے۔ قربانی ماں کا دوسرا نام ہے۔ ماں ایک ایسا درخت ہے جو خود دھوپ میں جلتا ہے۔ لیکن دوسروں کو سایہ بخشتا ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہی جنت ہے۔

ماں کی مثال ایک شمع کی سی ہے جو دوسروں کو روشنی دینے کی خاطر خود جل کر اپنا وجود ختم کرتی ہے۔

ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔

اس کی آغوش انسان کی پہلی درسگاہ ہے۔

ماں ایک ایسا پھول ہے جو ہر موسم میں تروتازہ رہتا ہے اور اس کی خوشبو سے پورا گھر مہکتا ہے۔

ماں ایک ایسا دیا ہے جس سے پورے گھر میں روشنی بکھر جاتی ہے۔

ماں کی قدر کسی یتیم سے پوچھو تو وہ کہے گا میرے دل کی دوا میرا چین اور میری کائنات ماں ہے۔

ماں وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ایک بہت بڑی دولت ہے۔

ماں ایک گلاب کی مانند کی طرح ہے۔ جس کی خوشبو سونگھ کر ہر کوئی تازہ دم ہو جاتا ہے۔ ماں ایک ہیرے کی طرح ہے جس کی کوئی قیمت نہیں۔

ماں زندگی ہے مرکز صبر و قرار ہے

ماں ایک چمن ہے جس میں مسلسل بہار ہے

ماں ایک ایسی دوا ہے جسے چھو کر بیمار بھی تندرست ہو جاتا ہے۔

غرض یہ کہ ماں کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ چاہے دنیا کی ساری خوشیاں انسان کے قدموں میں ڈھیر ہو جائیں۔ پھر بھی ~~وہ سب مل کر~~ ماں کے پیار کو پورا کرنے میں ناکام رہیں گے۔ ہمارے معاشرے میں ایک ماں چونکہ بچے کے ساتھ زیادہ تر وقت گزارتی ہے اس لئے وہ بچے کی اخلاقی اور صحیح روحانی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے تو یقیناً ایسا معاشرہ بہت خوش قسمت ہوگا۔

ماں خود ایک جنت ہے جس کی گود میں پروان چڑھنے والا بچہ بہشت کی زندگی گزارتا ہے اور معاشرے کو جنت کا ماحول بناتا ہے۔ ان کے لبوں پر ہمیشہ دعائیں رہتی ہیں اور آنکھیں ہمیشہ اپنے بچوں کا چہرہ دیکھنے کے لئے ترستی ہیں۔

لبوں پہ اس کے کبھی بددعا نہیں ہوتی

بس ایک ماں ہے جو مجھ سے خفا نہیں ہوتی

میں جتنا بھی لکھوں اور ماں کی جتنی بھی تعریف کروں وہ کم ہے۔

لہٰذا ہم سب پر فرض ہے کہ اپنی ماں کی خدمت کریں۔ ان کی حکم کو سر آنکھوں پر رکھیں اور ماں کی دعائیں لیں۔

اللہ ہم سب کو ماں باپ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

والدین کی اطاعت

فائزہ نوشین، کلاس 8th، حسن آباد، چھوربٹ

والدین دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے۔ اس نعمت کی قدر ان سے پوچھیے جو اس سے محروم ہو چکے ہیں۔ ماں کی محبت اور باپ کی شفقت ایک ایسی بیش بہا نعمت ہے جس کے سامنے دنیا بھر کے خزانے ہیچ ہیں۔

بقول شاعر:

ماں باپ سی نعمت کوئی دنیا میں نہیں ہے

حاصل ہو یہ نعمت تو جہاں خلد بریں ہے

والدین اپنی اولاد کے آرام و آسائش کے لئے اپنی ہر آسائش قربان کر دیتے ہیں۔ ماں بچے کی خاطر راتوں کو جاگتی ہے اسے بڑی محبت سے گود میں پالتی ہے۔ وہ بچے کو خوش دیکھ کر خوش ہوتی ہے اور اسے غمگین دیکھ کر غمگین ہوتی ہے۔ باپ بچوں کی خاطر دن بھر محنت مزدوری کرتا ہے اور کمائی بچوں کی خوراک اور لباس پر خرچ کرتا ہے۔ ان تمام تکالیف اور مشقتوں کے برداشت کرنے کے بعد اگر اولاد اپنے محسنوں کا حق نہ پہچانے اور ان کی خدمت کو اپنا فرض اوّلین نہ سمجھے تو ایسی اولاد کو زندگی میں حقیقی خوشیاں کیسے نصیب ہوگی؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اپنے والدین کے ساتھ حُسن سلوک کرو۔'' ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو اُن کے سامنے ''اُف'' تک نہ کرو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اللہ نے جہاں بندوں کو اپنا شکر ادا کرنے کی تلقین کی ہے وہاں والدین کا شکر گزار رہنے کی تاکید بھی کی ہے اور ان کے حق میں دُعا کرتے رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ رسولؐ نے

فرمایا کہ "جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔ رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔" جو شخص اپنے اولدین کو خوش کرتا ہے خدا بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور جو انہیں ناراض کرتا ہے اللہ بھی اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اللہ اور رسولؐ کے ارشادات کی روشنی میں ہمارا یہ انسانی، اخلاقی اور دینی فریضہ بن جاتا ہے کہ اپنے والدین کی دل و جان سے خدمت کریں ان کا ہر حکم مانیں۔ جو لوگ اپنے والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں کل وہی اپنی اولاد سے بھی فرمانبرداری کی توقع کر سکتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو اس بیش بہا نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین ثم آمین)

سب سے بڑی سعادت ماں باپ کی ہے خدمت
سب سے بڑی عبادت ماں باپ کی ہے خدمت

☆☆☆

دور جدید اور ہمارے خدشات

حبیب اللہ، طالب علم مدرسہ شاہ ہمدان

جدید دور میں جہاں لوگوں کو نہ ختم ہونے والے اقتصادی مسائل کا سامنا ہے۔ وہاں عہد رفتہ کے مختلف النوع مسائل سے بھی دوچار ہیں۔

ان حالات میں لوگ دین پر عمل پیرا ہونے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ دنیاوی رنگینیوں اور فیشن کی لعنت میں پڑ کر جہاں مسلمان اپنی روایات کھو بیٹھے ہیں۔ وہاں وہ اپنے دین اور مذہب سے بھی دور ہوتے جارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ان الدین عند اللہ الاسلام۔

اسلام ایک ہمہ گیر دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں اخلاقیات، سیاسیات، دینیات، معاشیات اور اقتصادیات کے ساتھ ساتھ علم و ادب، تہذیب و تمدن اور جملہ ضروریات انسانی کے لحاظ سے مکمل اور واضح اصول موجود ہیں۔

دینِ اسلام پر مکمل عمل پیرا ہو کر آپ نہ صرف ایک کامل انسان بن سکتے ہیں بلکہ معاشرے میں بھی ایک اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ بنی نوع انسان کو اپنے اندر مثبت تبدیلیاں لانے کے لئے ہمہ وقت سعی کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہر معاشرے اور محل وقوع کی مناسبت سے اُس میں رہائش پذیر لوگوں پر اُس ماحول کا گہرا اثر ہوتا ہے۔

انسانوں کو لازمی ہے کہ وہ انفرادی تبدیلیوں کے بجائے اجتماعی ترقی اور تبدیلی کی طرف توجہ دے۔ یہاں تبدیلی سے مراد اخلاقیات، ادب اور باہمی روابط مُراد ہیں۔

ہمیں بطور انسان اپنے اندر انسانیت کے جملہ خصائل پیدا کرنا اشد ضروری ہیں۔ کیونکہ شاعر مشرق کہتے ہیں۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

انسان کو تمام مخلوقات پر فوقیت تب ہو گی کہ وہ انسانیت کے تمام اوصاف کے حامل ہوں۔

مگر اس جدید دور میں جہاں انسانی حقوق پایا مال ہو رہے ہیں وہاں انسان اپنا مقام بھی کھو بیٹھا ہے۔

مقام افسوس ہے کہ مغربیت اور یورپی کلچر کو بتدریج تمام اسلامی معاشروں میں فروغ حاصل ہو رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نئی نسل اسلامی آداب اور عظیم اقدار سے دور ہوتی نظر آ

رہی ہے۔

انسانوں کو انسانی حدوں سے نکال لیا گیا اور انسان اور حیوان کے مابین موجود فرق کو مٹا دیا گیا ہے اور ببانگ دہل اسے انسانی حقوق اور آزادی کا نام دیا گیا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حیاء ایمان کا جزء ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ حیاء کے دس حصے ہیں اُن میں سے 9 حصہ عورتوں کے پاس اور ایک حصہ مردوں کے پاس ہے۔

لیکن آج کی عورت حیاء کی پُرانی چادر سے تنگ ہیں پورے بدن کو چھپانے کے بجائے نمائش کروانے میں مگن ہیں۔

حیاء کے نو حصے میں سے ایک حصہ بھی سنبھالنے کو تیار نہیں۔ سب حصے مرد کی جھولی میں ڈال کر ترقی اور روشن خیالی کے ریس میں دوڑنے چل پڑی ہیں۔

عورت اور مرد کے درمیان حائل پردہ ہٹ چکا ہے۔ مردوں کے کپڑے تنگ سے تنگ ہوتے جا رہے ہیں اور عورتوں کے کپڑے کم سے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ نماز پڑھنے کے لئے لازم ہے کہ ان کا لباس کم سے کم ایسا ہو کہ ان کے مقام شرم کی تصویر نمایاں نہ ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ قابل پردہ مقامات ناقابل بیان ہو گیا ہے۔ حضور اکرم کا فرمان ہے۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. جس کسی نے بھی کسی قوم کی نقل کی تو گویا وہ اسی قوم سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم و ریشاً و لباس التقویٰ ذلک خیرٌ ذلک من ایت اللہ لعلھم یذکرون.

حیا عورت کا روحانی پردہ ہے جب حیاء ختم ہو جائے تو ان کے نزدیک ظاہری پردے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

لہٰذا ان حالات میں دینی جذبہ اور نبی پاکؐ سے بے پناہ محبت اور دین اسلام سے انسیت رکھنے والے افضل علم حضرات سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایک نئی تحریک اور انقلاب کے لئے پُر عزم ہو جائیں۔ معاشرے میں اسلامی تہذیب اور اعلیٰ اقدار کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو متحرک کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حضرت شاہ سید محمد نور بخش نورہ اللہ مرقدہ واعلی اللہ مقاصد کا مشن یہ ہے کہ ہو بہو شریعت محمدیہ کو عام کرنا ہے اور ہمیں اسی شریعت مطہرہ پر گامزن کرواتا ہے۔

اگر واقعی ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنا ہے تو ان کے مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں ہونا چاہئے۔ اور چُن چُن کر نکالنا ہے۔ کاذبین کو حاسدین کو اور منافقین کو جو چھپ چھپ کر ہمارے پیٹھ میں خنجر اگھونپتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پہ عمل کرنا ہے کہ سیرُوا فی الارض کیف کان عاقبۃ المکذبین۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ وعدہ یاد دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ" . (سورۃ یس، آیت نمبر 60-59)

ترجمہ: (اے ابن آدم کیا نہیں عہد کیا تھا میں نے تمہاری طرف کہ تم شیطان کی عبادت نہیں کرو گے کیونکہ وہ

تمہارا واضح دشمن ہے۔

ہمیں سوچنا چاہئے کہ وہ سب ذرائع شیطان ہیں جو ہمارے دین کے منافی ہیں اور ہمیں اسلامی اصولوں اور قوانین سے روگردانی کی طرف مائل کرتے ہیں۔

انٹرنیٹ اور چند مخصوص ویب سائٹس نے اسلامی معاشروں میں بگاڑ پیدا کی ہے اور نوجوان نسل کو تباہی اور بے راہ روی کی جانب لے کر چل پڑا ہے۔

اگر ہم سمجھنے کی کوشش کریں تو انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کو مفید کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا میں اسلام اور ایمان کا پرچار کر سکتے ہیں۔ چیٹنگ کے بجائے اسی سافٹ ویر کو تبلیغ کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ ان تیز تر ترقی یافتہ ایجادات کو دین کی ترویج اور تمام مسلمانوں کی مفاد عامّہ کی خاطر استعمال کرنا اور سیکھنا صاحبانِ عقل کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اللہ ہم سب کو نبی آخر الزماںؐ کے دین کے تحفظ کے لئے صف بستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

جہیز ایک منفی تقاضا

ہادی علی تمنا، شگری گلاب پور

نظامِ مصطفیؐ میں جہیز کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جہیز ایک غیر فطری عمل ہے لیکن ہمارے معاشرے میں لڑکی والا چاہے جس قدر مفلس و قلاش ہو اس کے بچے بھوکے ہوں، شدید بدحالی میں مبتلا ہوں، صدقہ، زکوۃ وخیرات کا مستحق بن چکا ہو۔ اس کو بہر حال جہیز دینا پڑتا ہے چاہے رشوت لے، چوری کرے، ڈاکہ ڈالے، کسی کے بچے کو اغوا کر کے رقم کا مطالبہ کرے، ضمیر کا سودا کرے، یا غیرت کا نیلام عام کرے حتیٰ کہ کوئی بھی بڑے سے بڑا جرم کرنا پڑے کر گزرے۔ مساجد میں اگر آپ یہ فریادیں سنتے ہیں۔ بھائیو! میں نے بچیوں کا نکاح کرنا ہے شدید پریشان ہوں۔ خدا کے لئے مجھے صدقہ، زکوۃ اور خیرات دو۔ تنخواہ دار ملازم اپنی تنخواہ سے بہن، بیٹی کا نکاح نہیں کر سکتا۔ اس لئے رشوت لینا ملازم کی مجبوری بنادی ہے یا تو رشوت لے کر بہن، بیٹی کا نکاح کردے یا رشوت سے بچ کر بہن، بیٹی کو گھر میں بٹھا کر بے غیرت بنا رہے۔ اور زنا کے خطرات مول لے۔ اس جہیز کی غلاظتیں اور نجاستیں اس قدر طویل ہیں کہ شاید کوئی بھی خاص انسان ان کو کماحقہ بیان نہ کر پائے۔ یہ باتیں ڈھکی، چھپی نہیں۔ یہ واقعات تو ہمیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بار بار جہیز کے خلاف جہاد پر اُکسا رہے ہیں۔ لیکن شاید ہم بالکل ہی بے حس اور بے غیرت بن چکے ہیں اور اس قدر بے خبر ہو چکے ہیں کہ اپنے ذمے لاکھوں، کروڑوں، رشوتیں، چوریاں، ڈاکے، زنا، جھوٹ، دغا بازیاں، قتل، خود کشیاں اغواء نہ جانے کیا اور کیا قبول کرنے کو تیار ہو چکے ہیں اس رسم جہیز کی وجہ سے جرائم کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ اس کے اپنانے والے ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے ہیں اور اسی کی بنیاد پر کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوتے چلے گئے۔

اسلام جیسے امن وسلامتی والے مذہب میں تو جہیز جیسی قباحت کا نام ونشان تک نہیں بلکہ یہ بات تو اس دین کے فطری اور برحق ہونے کا ثبوت ہے کہ اسلام کی رُو سے لڑکی والوں کے ذمے ایک پائی تک کا بوجھ نہیں۔ مختصر یوں سمجھئے کہ لڑکی کی کفالت نکاح کے وقت تک اپنے حالات، وسائل کے مطابق ماں باپ کے ذمہ اور نکاح کے بعد تمام

تر ذمہ داریاں خاوند کے ذمہ۔ کیسا ستھرا، پیارا اور فطری نظام ہے۔

اسلام جیسے پیارے دین میں اس کو کافی و وافی شمار کیا گیا ہے کہ کوئی شخص کئی سال تک محنت و مشقت کر کے اپنی لخت جگر کو پال پوس کر حتیٰ المقدور اس کی تربیت کر کے اپنی اس عزت کو بغیر کسی معاوضے کے کسی کے سپرد کر دے بلکہ لڑکی والوں کا یہ احسان عظیم شمار کیا گیا ہے کہ انہوں نے یہ قربانی دی۔ لہٰذا اسی قربانی کی وجہ سے حدیث پاک میں سُسر کے مقام کو باپ کا مقام فرما دیا گیا۔ برخلاف اس کے ہم نے ہندو معاشرے سے یہ لعنت وصول کی۔ کہ لڑکی کے ساتھ ساتھ جہیز بھی ادا کیا جائے اور بہت بڑی برات لے کر لڑکی والوں کے گھر جانا چاہئے تا کہ وہ اس جرم کی سزا پا سکے کہ اس نے لڑکی کو کیوں جنم دیا۔

دولہا اس بارے میں قطعاً یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرے گا کہ یہ جہیز کس طرح سے اکٹھا کیا گیا ہے اور نہ ہی براتی یہ سوچنے کی زحمت فرمائیں گے۔ کہ یہ کوشش جو ہم کر رہیں ہیں یہ جانوروں کا گوشت ہے یا زندہ انسانوں کا گوشت ہے یا صدقہ، زکوٰۃ و خیرات کا مال ہے کیونکہ یہ بات تو واضح ہے کہ لڑکی والا اگر ملازم ہے تو رشوت سے پورا کرنے پر مجبور ہے یا صدقہ زکوٰۃ و خیرات سے خدا کے لئے سوچئے ہم کہاں پہنچ چکے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نبی اکرمؐ کا نکاح ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ جو کہ ایک بہت بڑے تاجر ہیں۔ اپنی بیٹی کو اپنے محبوب آقاؐ کے حوالے کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں لیکن ایک سوئی تک جہیز میں ثابت نہیں۔

اب نکاح کے ولیمہ کے بارے میں بھی نوٹ کر لیجئے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ میری رخصتی و عروسی ولیمہ میں نہ کوئی اونٹ ذبح کیا گیا نہ بھیڑ، بکری، ولیمہ کی کُل کائنات دودھ کا وہ پیالہ تھا جو سعد بن عبادہؓ کے گھر سے آیا تھا۔ مخدومہ کائنات حضرت فاطمہ زہراؓ سے حضرت امام علیؓ کا نکاح ہوا۔ حضرت علیؓ کی زرہ فروخت کروا کر جناب فاطمہ الزہراؓ کے کپڑوں اور خوشبو کا انتظام کروایا اور اسی رقم سے اثاث البیت (گھر کا سامان) مہیا کیا گیا۔ دوسرے داماد حضرت عثمان غنیؓ جن کے نکاح میں یکے بعد دیگرے نبیؐ کی 2 بیٹیاں گئیں۔ تمام اخراجات کا داماد کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا تا کہ قیامت تک کسی بچی والی کے لئے بھی بچی کا وجود زحمت نہ بن سکے۔ بلکہ اسے رحمت قرار دیا گیا۔ حضور رحمت اللعالمینؐ نے کیسی مثال قائم فرما دی کہ اپنے پاس سے ایک پیسہ تک بھی خرچ نہیں کیا اور نہ ہی اس سلسلہ میں صحابہ کرام سے چندہ اکٹھا کروایا گیا۔ جیسا کہ آج کل چندہ اکٹھا ہوتا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بچی کا وجود ہمارے لئے باعثِ پریشانی و غم ہے۔ بلکہ ہم بچی کی پیدائش کی خبر سُن کر پریشان و غمزدہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کفار کی علامت ہے۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ ہم نے اللہ کی کتاب کو اپنی بچیوں کے لئے نامناسب سمجھ کر ہندو "جہیز" اپنا لیا۔ افسوس صد افسوس ہماری بدبختی و بدنصیبی پر ہے کہ "اسوہ حسنہ" کو چھوڑ کر ہندو نظام قبول کرنے کی حماقت کی اور لڑکی کے زیادہ خیر خواہ بننے کے شوق میں غیر اسلامی نظام قبول کر کے اپنے لئے بھی اور تمام معاشرے کے لئے بھی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ جہیز نہ صرف انفرادی طور پر قاتل

ثابت ہو رہا ہے بلکہ پورے معاشرے کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو چکا ہے یہاں تک کہ اس گندے نظام کا باقی ہندواور اس کے پیروکار بھی اس جہیز کو علی الاعلان بار بار لعنت کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

بے غیرتی، رشوت، سفارش، سود، زنا، قتل، خودکشی، چوری، ڈاکے، اغواء، جھوٹ، دغابازی، بلیک مارکیٹنگ، ذخیرہ اندوزی اور ملاوٹ کے فروغ کا سبب بن گئی۔ جہیز کا اسلام میں کوئی وجود نہیں نہ قرآن میں اس کا ذکر ہے نہ حدیث میں نہ فقہ میں۔ مسلمانوں میں یہ رسم ان قوموں سے آئی ہے جن میں بیٹی کو حصہ نہیں دیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے نکاح کا فریضہ ایک سنگین مسئلہ بن گیا ہے ان میں سب سے بڑا فریضہ اسی رسم جہیز کا ہے۔

آیئے اپنے حالات و مسائل کے مطابق اللہ عزوجل کی توفیق اور فضل و کرم سے ہم اس سلسلے میں کوشش کریں کہ اس رسم کی قولاً قصداً مکمل نفی کر کے اسلام کے نظام وراثت کو رواج دیا جائے تاکہ ہم سب دونوں جہاں کی کامیابیوں و کامرانیوں سے ہم کنار ہو سکیں۔

لاکھوں کنواری بوڑھیوں کی تعداد میں اضافہ رُک جائے اور ہماری بہن، بیٹیوں کے نکاح وقت پر ہو سکیں اور لاکھوں انسان جو اسی رسم جہیز کی وجہ سے بچیوں کے نکاح کے بارے میں ہر وقت غم زدہ اور پریشان رہتے ہیں۔ وہ سکھ کا سانس لے سکیں۔ بچی پیدا ہونے پر اہل خانہ غم زدہ نہ ہوں۔ بلکہ اللہ کی رحمت سمجھ کر بچی کی پیدائش کی بھی مبارک باد دیں۔ کوئی ملازم رشوت لینے پر مجبور نہ ہو۔ ہزاروں لوگ اسی بناء پر بھیک مانگنے کی لعنت سے محفوظ ہو جائیں۔ چولہا پھٹنے کے بہانے معصوم لڑکیوں کے قتل و خودکشی کے واقعات از خود ختم ہو جائیں۔ مجبور لوگ سودی تقاضوں سے بچ جائیں۔ زنا کے مواقع خود بخود ختم ہونے لگیں۔ چوری اور ڈاکہ لوگوں کی مجبوری نہ رہے۔ دُکانداروں، تاجروں کو کم تولنے، ملاوٹ کرنے، ذخیرہ اندوزی وغیرہ سے بچنا آسان ہو جائے۔ اغواء برائے تاوان کی وارداتیں کم ہوں۔ انسان درندہ بننے پر مجبور نہ ہو جائے۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی بدحالی و پستی کی سب سے بڑی وجہ یہی جہیز کی لعنت تھی کہ اس کو پورا کرنے کی خاطر مجبور ہو کر مسلمانوں کی اکثریت ہندو بننے سے سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیے! کوئی انسان پیدائشی مجرم نہیں ہوتا۔ اس کا حال، اس کا معاشرہ، اس کی مجبوریاں خواستہ یا ناخواستہ مجرم بنا دیتی ہیں اور جہیز کی مجبوری تو ایسی مجبوری ہے کہ یہاں آ کر ہر ایک کے عقل و ہوش جواب دے جاتے ہیں۔ مذہبی لوگوں کا مذہب ایک بے جان لاشہ رہ جاتا ہے۔ رُوح مردہ ہو جاتی ہے کئی سفید پوش لوگ اس سلسلے میں سوچ سوچ کر نیم پاگل ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ ان کے پاس اس لعنت کو پورا کرنے کے لئے وسائل نہیں ہوتے، خیرات بھی نہیں ملتی، بیٹی کی عمر ڈھل جاتی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ اس کے بالوں کی سفیدی اس کے دل کی سیاہی کا سبب بننے لگتی ہے آخر کار معاشرے کے بہترین لوگ اسی معاشرے کے بدترین مجرم بن جاتے ہیں۔ جس شخص کا ذہن ہر وقت پراگندہ، پریشان رہے وہ اپنی کسی بھی کام کو

صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکتا۔ چاہے وہ کسی بھی عہدے یا ہیبت پر ہو۔ لہذا اس منفی تقاضے کی موجودگی میں کسی بھی ملازم سے بہتر کارکردگی کی توقع رکھنا احمقانہ فعل ہے۔ اور اس سے ایمانداری کی اُمید کرنا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر ہم فی الواقع خلوص نیت سے کسی بُرائی کو ختم کرنے کے حق میں ہیں تو اس کے لئے اصول یہ ہیں کہ اس کے اسباب کو ختم کر دیں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو ہم بہت بڑے احمق شمار ہوں گے کیونکہ اس حل کے علاوہ ہم جو کچھ بھی کرلیں۔ بالکل بے کار ہے رسم جہیز کی موجودگی میں کسی بھی ملازم سے رشوت نہ لینے کی امید رکھنا سراسر خود فریبی ہے کیونکہ اس کی موجودگی میں رشوت اور بے ایمانی اس کے لئے لازمی اور فرض بن چکی ہے ایماندار رہنے کی صورت میں تو اسے بے غیرت بننا پڑے گا۔ کیونکہ اس کی بہن، بیٹی اس کے گھر بیٹھے بیٹھے کنواری بوڑھیوں کی تعداد میں اضافے کا سبب بن جائے گی۔ نہ جانے کتنے بے گناہ اس گندی ظالمانہ رسم جہیز کی وجہ سے اپنے دن کا سکون اور رات کی نیندیں کھو چکے ہیں۔ جہیز نے کتنے ایمانداروں کو بے ایمان بنا کر رکھ دیا ہے کتنے ملازم نہ چاہتے ہوئے بھی بلکہ حرام سمجھنے کے باوجود بھی رشوت لینے پر مجبور ہیں سودی قرضہ، زنا، سمگلنگ، کم تولنا، دغابازی، قتل وغارت، ڈاکے، سیاہی و ناداری تبدیل کرنا سر فروشی، بے غیرتی اور اغوا وغیرہ وغیرہ ان گنت جرائم اس بدترین نظام سے جنم لے رہے ہیں۔ سفید پوش لوگ اس پریشانی میں دماغی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ بعضوں کو دل کے دورے پڑنے لگے۔ لڑکیاں وقت پر شادی نہ ہونے کی وجہ سے طبعی تقاضے سے مجبور ہو کر کسی نہ کسی وقت زنا کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ نتیجتاً حمل کی صورت میں یا تو اس نے خودکشی کر لی یا اُسے قتل کر دیا گیا۔ چولہا پھٹنے کا بہانہ بنا کر حادثاتی موت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔

زیادہ افسوس اور شکایت تو علماء حضرات سے ہے۔ جو کہ محسن انسانیت حضرت محمدؐ کے نائب شمار ہوتے ہیں۔ رحمت للعالمینؐ تو انسانوں کے سروں سے بوجھ اور گردنوں سے طوق اُتارتے رہے اور اُن کے نائب (الا ماشاء اللہ) انسانوں کے سروں پر بوجھ اور گردنوں میں طوق قائم رکھنے پر مجبور ہیں۔

اس رسم جہیز کے نتیجہ میں انسانیت پس رہی ہے
لوگ ان دیکھی آگ میں رات دن جل رہے ہیں۔

اب تو لوگ اس منفی تقاضے کو پورا کرنے کی خاطر اپنے گردے تک بیچنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ اس کی بنیاد پر عصمتوں کے سودے بھی ہو رہے ہیں جہیز کی غلاظتیں اور ناپاکیاں ان گنت اور ناقابل بیان ہیں نہ جانے کتنے مجرم روز محشر علماء حضرات کے گریبان پکڑیں گے اور انصاف والے دن حکم الحاکمین کی عدالت میں اہل علم کے خلاف دعوے دائر کریں گے۔ کہ یا اللہ اس بات سے انکار نہیں کہ ہم سب مجرم ہیں۔ لیکن اصل مجرم تو یہ دین کے دعویدار اور سرمایہ دار لوگ ہیں۔ جنہوں نے جہیز جیسی لعنت پر مذمت کیوں نہیں کی اس جہیز کی وجہ سے ہم مجرم بننے پر مجبور ہوئے۔

☆☆☆

عہد صفویہ کی تصوف دُشمنی

مولانا شکور علی انور

ساتویں صدی کی بات ہے کہ صفوی سلطنت کا آغاز ہوا۔ صوفیہ اور اہل تصوف پر نہایت کٹھن دور تھا۔ تصوف و عرفان کے موضوع پر تالیفات رُک گئیں اولیاء کرام کو قتل کیا گیا۔ حضرت شیخ عطارؒ شہید کیئے گئے۔ تاہم عہد صفوی کی تصوف دشمنی کی شیروانی نے یوں صراحت کی ہے۔ کہ یکے از درویشان گفتہ اشخاصے کہ طریقہ صوفیہ وا مطلق انکار میکنند۔۔۔ صوفیوں میں سے کسی ایک نے کہا کہ جو لوگ طریقہ صوفیہ کو سرے سے انکار کرتے ہیں اور بلند مرتبہ فرقہ (صوفیہ) پر قدح اور جرح کرنے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ خرقہ عالیہ صوفیہ کے بارے میں لعن وطعن کی زبان استعمال کرتے ہیں۔ اور صوفیہ کے حق میں صفوی کیسی جرأت کرتے ہیں۔ اور کس دلیل سے اُن پر لعنت کرتے ہیں؟ اور کیونکر عاقل ومجالس میں ان بزرگوں پر تشیع وتوبیخ کرتے ہیں؟ حالانکہ یہ تمام ٹھیک دین وملت کے راستہ پر موجود ہیں۔ مجاہدوں اور شریعت معتدلہ کی ترویج کا مکمل اہتمام کرتے تھے۔ اور مذہب امامیہ (اُن کے زعم میں) رائج کرنے میں جان ومال کی قُربانی دی ہے۔ تقریباً چارسو ساٹھ سال مشرب حیدری (طریقِہ فقری علی علیہ السلام) کی سربلندی کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔ منجملہ دویست سال ساکنان ایران، روم کے تمام بے ہداتیوں کو طریقت کی تلقین وارشا، وعظ اور نصیحت کرتے رہے۔ اور تقریباً دوسو ساٹھ سال پھر سیفِ و سنان کے ذریعے صفوت نشان صوفیوں کو تقویت دیتے ہوئے راہِ حق کی تبلیغ کرتے رہے۔ اہل ایران کو ان کی توجہ اور کوشش سے ہدایت نصیب ہوئی اور دین مبین کے دشمنوں کو سرزمین اعوان سے بلکہ اکثر نے اپنے اپنے ٹھکانوں میں نقل مکانی کی ہے۔

الحاج زین العابدین شیروانی، ملا محمد باقر مجلسی کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ جنہوں نے سلاطین حضورؐ کی تعریف میں اپنی کتاب میں چند باتیں لکھیں۔ اس کے بعد آخر میں لکھتے ہیں یہاں سے یہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ عام طور پر صوفیوں کی عداوت اور انکار کو ازروئے دین داری، پرہیزگاری اور حق پرستی کے نہیں کر رہے بلکہ شہرت، ریاست کی محبت منفعت کے حصول، جاہ وعزت کی تکمیل، لوگوں میں مقبول ہونے، دنیا کی زینت اور معاملات دنیاوی میں مصلحت کی خاطر کر رہے تھے۔ چنانچہ بصیرت وانصاف والوں پر مخفی نہیں ہے۔ نیز بعض انتہائی تعصب میں ایسی ہی باتیں کر گزرتے تھے کہ ہم اپنے کاموں کو سیدھا کرنے کے لئے اہل عرفان سے عداوت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ان کے انکار کرتے ہوئے اپنے مقاصد پورا کرتے ہیں۔

شیروانی خود ایک عارف صوفی تھے اس لئے وہ اُن لوگوں کے شر سے پناہ مانگتے ہوئے لکھتے ہیں نعوذ باللہ من شرور انفسنا و سوء احوالنا (لبستان السیاحہ 600)

''صوفیہ کا رُوحانی کلچر:

صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کے طفیل اور ان کی مساعی جمیلہ سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام آباد ہوا۔ قوموں

اور ملکوں کے مقدر سنور گئے۔ لوگوں کو اسلام کے صحیح خدوخال کی شناخت کر کے عمل اور اتقان کا درس دیا۔ اُن کے بارے میں اسی ملت ومشرب کے لوگ یہ کہیں کہ یہ ریاکار، فتنہ باز، بدعتی اور منافق ہیں۔ تو اس انتہاپسندی کی کس کے ہاں شکایت کریں۔

آیئے بیگانوں سے پوچھیے کہ وہ صوفیا کرام کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو!

یورپ کے متشرق جب اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا سیاسی زوال بھی ان کے دینی نظام کو تباہ نہ کر سکا۔

بلکہ بقول پروفیسر ہٹی (HITTI) اکثر ایسا ہوا کہ سیاسی اسلام کی تاریک ترین لمحات میں مذہب اسلام نے بعض نہایت شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔

ہالینڈ کے ایک فاضل لوکے گاردنے دبے انداز میں اس بات پر استعجاب کا اظہار کیا ہے کہ گو راسلام کا سیاسی زوال تو بار بار ہوا لیکن روحانی اسلام میں ترقی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔

پروفیسر موصوف نے ایک مشہور مستشرق ایچ اے آر گبز (GIBBZ) کی تقریر کا حوالہ بھی دیا جو انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی کی مجلس کے سامنے کی تھی۔

گبز نے کہا۔

تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا اس کی بڑی وجہ یہ کہ تصوف یا صوفیا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آ جاتا تھا۔ اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

اسلام کے مخالف اور صوفیہ کے بدخواہ اس طوفانی قوت کا اندازہ کر کے لرزہ براندام ہیں جو تصوف کے چشمہ شریف سے ملت کو حاصل ہوتی ہے ادھر ہم نہیں کہ آپس میں الجھے ہوئے۔ احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ اور شکوک وشبہات پیدا کرنے میں اغیار کی چیرہ دستیوں زور مکروفریب کے خس و خاشاک سے اس چشمۂ صافی کو میلا کر رہے ہیں۔ عصر حاضر کی مادہ پرستی کا حال دیکھتے ہیں کہ ہر شخص دولت وثروت، جاہ ومنصب اور مادی لذتوں اور مسرتوں کے حصول کی راہ میں دیوانہ وار گامزن ہیں۔ اور مختلف اور منتشر خیالات میں انتشار آرائی میں مصروف عمل ہیں۔ کس دیدہ دلیری سے اخلاقی قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ انصاف، صداقت، عفت اور شرم وحیا کے دائرے سے پھلانگے جا رہے ہیں کاش یہ دیوانگی اگر کوئی اجتماعی، اصلاحی اور فلاحی امور سے مربوط ہوتی تو ہم کبھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کرتے۔ اور دل و جان سے اُن کو نفرت وحسرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے۔ قوم کھلی آنکھیں دیکھ رہی ہے کہ ہم ایک خطرناک موڑ سے گزر رہے ہیں اور بڑی سرعت سے سنگین زوال وانحطاط کے موجوں میں کود رہے ہیں۔ اور یہ ایسی موجیں ہیں جس میں جو قوم گری ہے کبھی پھر اسے سطح آب پر نہیں دیکھا گیا۔ چہ جائیکہ اسے ساحل عافیت نصیب ہو۔ قوم وملت کے خیرخواہ ہوں اور تصوف وطرفان کے ہواخواہوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی جملہ علمی، روحانی، مادی اور عملی فکری صلاحیتوں کو استعمال کر کے اس گرتی ہوئی اجتماعی دیوار کی حفاظت کریں۔ اور

مؤثرین طریقہ اصلاح یہ ہوسکتا ہے۔ کہ قومی و ملی اجتماعی گرانقدر امور کا پروگرام بنائیں جو منجملہ نکتہ اتحاد بن جائے اور نفرت و عداوت بڑھانے والے عناصر کو لگام دی جائے اور سلف صالحین کی زندگیوں سے درس حاصل کریں یوں منزل مراد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہماری کامیابیوں کے راز اسی بات میں مضمر ہیں۔

مذہب "صوفیہ نوربخشیہ"

سابقہ بیانات میں ہم نے صوفیہ نوربخشیہ کا افتخاری اور امتیازی نام کے متعلق تاریخی شواہد فراہم کئے ہیں۔ صوفیہ نوربخشیہ کے ساتھ کسی اور تخصیص، تجریدی کلمات کے اضافہ کی ضرورت اس لئے نہیں رہتی کہ صوفیہ اگرچہ عام ہے تو نوربخشیہ کے لفظ اور نسبت سے تمام شکوک وشبہات رفع ہو جاتے ہیں کیونکہ نوربخش نے تو اصول اور فروغ کے تمام مسائل اظہر من الشمس کیا ہے۔ جس کے اصول اور فروغ پر عمل کرنے والے نور بخشیہ کہتے ہیں اور نوربخشیہ باعتبار روش قابل اعتبار معروف نام ہے جبکہ صوفیہ بطور مذہب اصطلاحی علم ہے ان دونوں کو ملا کر بطور ممیز و تمیز معنی مطلوبہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔

نوربخشی عقائد اور کلچر میں مذہب صوفیہ نوربخشیہ کا مستقل اور امتیازی علم ہونا بھی شامل ہے۔ چنانچہ چہار وہ کلمات مقدسات میں سلسلہ ذھب، مذہب صوفیہ، مشرب ہمدانیہ اور روش نوربخش کی صراحت موجود ہے۔ جس کا ہر فرد نوربخشی کو اعتراف ہے۔ اس سے انکار کی گنجائش نہ ادرو ماضی میں بہت سے مفاد پرستوں نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے امتیازی شان کو بری طرح متاثر کیا تھا جس کی وجہ ہم ہم کسی دوسرے کی شبہات کا شکار ہو گئے ہمارے اندر بیرونی ہتھکنڈے ڈیوٹی دینے لگے ہیں۔ آج قوم یہ بخوبی احساس کر رہی ہے کہ ہم کس قدر اندرونی سنہرے اصولوں اور روشن طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کی دیوار پہ لگی کھانے کے شوقین ہو گئے ہیں۔ اور کس کو یقین ہے؟ کہ در بیگانہ کی دریوزہ گری سے ڈربے بہالے گا۔ اور کس کو اندازہ تھا کہ دل کی دنیا اس قدر طمع، حرص، لالچ، بغض اور حسد سے متعفن ہوگئی۔ عصر حاضر مادیت گزیدہ ہے۔ عہد و پیمان اور ایمان کو سر بازار فروخت کیا جارہا ہے۔

ورنہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش کی تعلیمات اور شاہ ہمدان کی تعلیمات سے تمام اختلاف کافور ہو رہے ہیں۔ مذہب کا نام کسی نومولود کا نام تو ہے نہیں کہ آج ہم جعراتی ملا کے ہاں سے افترا کر لائے یہ تو ایک بنیادی شناخت، امتیازی تشخص اور تاریخی تواتر کا رد عمل ہے کہ ہمارا مذہب "صوفیہ نوربخشیہ" ہے۔ اس کو نہ کسی نئے ڈاکٹر کی ضرورت ہے، نہ اس کا آپریشن کرنے کی، نہ کسی زرعی فارسٹر کی ضرورت ہے کہ جو اسے خودرو بوٹی سمجھ کر اس کی پیوند کاری کا تجربہ اپنائے۔ یہ ایک مسلمہ مذہب اور مبینہ مسلک ہے جو زمانہ قدیم سے صوفیہ نوربخشی کے نام سے کتب متداول میں مکتوب رورالسنہ خواص و عوام میں جاری و ساری ہے۔ صوفیہ کی اصطلاح تو ہجرت سے دو سال پہلے کی ہے جو عرفاء کے مذہب کا نام ہے۔ اور نوربخشیہ کا استعمال آٹھویں ہجری سے ہونا ثابت ہے جو دیگر صوفیاء مسالک و عقائد سے رفع اشتباہ کے لئے بولا گیا ہے۔ جسے خود شاہ سید محمد نوربخش نے رواج دیا۔

آپ اس مسلک کی زنجیری کی تفصیل کرتے ہوئے

لکھتے ہیں۔ کتاب سلسلۃ الذھب میں ہے۔

(1) طائفہ اوّل سلسلۃ ذھب، مذہب صوفیہ، مشرب ہمدانیہ، روش نوربخشیہ کہ از جملہ سلسلۂ تصوف اقویٰ و اکمل ترین است۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

سلسلہ ذھب: مذہب صوفی مشرب ہمدانی روش نوربخشی ایں است تیسری جگہ مرقوم ہے کہ:

پس جملہ معتقدان سلسلۂ ذھب مذہب صوفیہ "را باید کہ حبل اللہ المتین" استوار بگیرد و بسیرت و طریقۂ اولیاء اللہ را بہ جان و دل قبول کند کہ ایشاں وارث انبیاءؑ اند۔

راقم :

ہم سلسلہ ذھب کے مذہب صوفیہ ہے

ہمدانیہ میرا مشرب روش نوربخشیہ ہے

سلسلہ ذھب کے تمام اولیاء عظام کی کڑی بہ کڑی صوفیہ مذہب کے حامل تھے۔ جن کا ثبوت سلسلہ مضمون ھذا کے آغاز میں ہی تفصیلی طور پر دیا گیا ہے۔ اور کتاب سلسلہ ذہب کے آغاز میں شاہ سید محمد نوربخشؒ برملا اظہار فرما رہے ہیں کہ واعلم ان مذھب الصوفیۃ ھو میزانِ المستقیم و طریق الحق و الیقین۔ جان لو کہ صوفیہ کا مذہب سیدھی ترازو ہے اور حق اور یقین کی راہ ہے۔ اور "صوفیہ مذہب" کی صراحت میر سید علی ہمدانی کی اکثر کتابوں سے ملتی ہے بایں ہمہ کوئی شخص مندرجہ بالا مصدقات سے انکاری ہے تو اس کی ہدایت کے لئے دعا کرنی چاہیے۔

☆☆☆

محسنین نوربخشیہ۔۔۔

غلام علی حیدری

تحریر: غلام حسن حسنو

غلام علی حیدری 3 مارچ 1956ء کو مردم خیز سرزمین سکسا میں پیدا ہوئے وہ ایک ایسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کے جد امجد ایران سے تشریف لائے اور بلتستان میں آباد ہوئے۔ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدانؒ جب 783-785 کی دوران تبلیغ اسلام کے سلسلے میں کشمیر سے بلتستان تشریف لائے تو انہوں نے اپنے ساتھ ایران سے مختلف علوم وفنون کے ماہر مریدیں کی کثیر تعداد بھی ساتھ لائے تھے تاکہ وہ علاقے کی تہذیب وتمدن کو ترقی دی۔ شاہ ہمدانؒ کے اسی تمدنی خدمات کو شاعر مشرق علامہ محمد اقبال ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

خطہ را آن شاہ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب و دین
آفرید آن مرد ایران صغیر
باہنر ہای غریب و دل پذیر

ان کاریگروں کو خطہ بلتستان میں خانقاہوں، مسجدوں اور مکانوں کی تعمیر کے سلسلے میں آباد کیے گئے تھے۔ حیدری کا خاندان انہی میں سے ایک ہے جو "مثینگ کھن" قوم کے نام سے موسوم ہے۔ اس خاندان میں شاہ ہمدانؒ سے نسبت کی بدولت یہ اعجاز وکرامت آج بھی موجود ہے کہ اس خاندان کا کوئی شخص کوئی بھی فن کاریگری سیکھنا چاہے تو کسی استاد سے سیکھنا نہیں پڑتا بلکہ قدرتی طور پر غیبی قوت اور نصرت کی

بدولت خود بخود سیکھ جاتا ہے اور وہ اس فن کا ماہر بن جاتا ہے۔ یہ خاندان اپنے آپ کو پہلے مسلمان بتاتا ہے۔ اس خاندان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ عرصہ دراز تک وادی چھوربٹ کی حکمرانی اس خاندان کے پاس رہی۔

غلام علی حیدری نے ابتدائی تعلیم سکمہ سے ہی حاصل کی۔ آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد وہ اپنی تعلیم کو مزید جاری رکھنے کے لئے 1968ء میں سکردو چلے گئے اور ہائی سکول سکردو میں داخلہ لیا۔ سکردو سے ایف اے پاس کیا۔ بی اے انہوں نے سندھ یونیورسٹی سے کیا۔ وہ اپنی کلاس میں ہمیشہ اول پوزیشن حاصل کرتے تھے۔ لیڈری کا شوق زمانہ طالب علمی سے بدرجہ اتم موجود تھا۔ یہی شوق و جذبہ آگے چل کر ایک مایہ ناز قابل اعتماد قومی لیڈر کی صورت میں سامنے آیا۔ وہ ایک انتہائی مخلص، دیانتدار، رحم دل، غریب پرور، راست باز، تحمل مزاج، عاجزی و تواضع و انکساری کا حامل اور انتہائی خوددار شخص ہیں۔ مشکل کی گھڑی میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ڈٹ جانا۔ بیباکی، جرأت و بہادری، استقامت اور بلند حوصلہ ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ صوم و صلوات کے پابند اور اسلامی شعار کی پاسداری کرنے والا ہے۔ وہ اپنے پاک مذہب کا سرفروش فدائی ہے وہ ایک راسخ العقیدہ صوفی ہے۔ ان کا گھریلو ماحول بھی صوفیانہ ہے۔ اس کی صحبت زیادہ تر علماء اور نیک لوگوں کے ساتھ رہتی ہے۔ وہ دوستوں کا دوست ہے۔ زبان کے پکے اور قول کے سچے ہیں۔ قومی سوچ و فکر اور قومی درد رکھنے والے اس سپوت کی قوت ارادی میں مختلف پیچ و خم اور نشیب و فراز سے گزرنے کے باوجود کسی قسم کی تبدیلی دیکھنے کو نہیں ملی اور اپنی غیر متزلزل قوت ایمانی پر ہمیشہ مستحکم رہے۔ اسی لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

انہوں نے قلیل مدت میں اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا اور قومی شخصیتوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ وہ شمالی علاقوں کے قانون ساز کونسل کے دو مرتبہ ممبر رہ چکے ہیں۔ منتخب نمائندہ ہو یا نہ ہو انہوں نے اپنی خدمت کے سلسلے کو مسلسل جاری رکھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مقبولیت میں کسی قسم کی کمی نظر نہیں آتی۔ وہ عوام میں یکساں مقبول اور ہر دل عزیز ہے۔ ایک قومی و مذہبی لیڈر میں جو خوبیاں اور خصوصیات موجود ہونی چاہئیں وہ اس مرد قلندر میں موجود ہے۔ وہ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے غریبوں کے دکھ درد اور ان مشکلات کا انہیں ادراک ہے۔ چھ سال سرکاری ملازمت کرنے کے بعد آزاد زندگی گزارنے کا عزم کیا۔ سرکاری ملازمت کو خیرباد کہنے کے بعد ذاتی کاروبار کا سلسلہ شروع کیا۔ سکردو میں دوران سال 1979ء میں ہونے والے مذہبی فسادات میں نوربخشیوں کو نشانہ ہدف بنایا گیا۔ مشکل کی اس گھڑی میں اس مرد مومن نے نوربخشیوں کو بچانے اور تحفظ دینے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی اور سکردو میں نوربخشیوں کی بھرپور نمائندگی کی۔ غلام علی حیدری کے اس گراں قدر خدمات اور غیر معمولی جرأت و بہادری کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے خپلو کے عوام نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ 1979ء کے آخر میں ہونے والے ناردرن ایریا کونسل کے الیکشن میں نمائندگی کے لئے حیدری کو سب سے زیادہ موزوں اور مناسب قرار

دیا۔ لوگوں نے اپنے بھرپور تعاون کا اعلان کیا۔ الیکشن سے چند روز قبل خپلو کے چند نامور اور معزز شخصیات غلام علی حیدری کو دعوت دینے کے لئے سکردو چلے گئے انہوں نے خپلو کے عوام کے فیصلے سے آگاہ کیا۔ عوام کی پُرزور خواہش، معززین خپلو کا احترام اور وقت کے تقاضے کا خیال رکھتے ہوئے انہوں نے عملی سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا۔ یوں 1979ء کے ناردرن ایریا کونسل کے انتخاب میں وہ کامیاب ہوئے۔ سکردو اور خپلو کے پُرآشوب اور مکدر مذہبی فضا کو سازگار بنانے کے لئے انہوں نے دن رات کوشش کی۔ ان کی ذاتی کوششوں کے نتیجے میں بلتستان میں مذہبی ہم آہنگی پیدا ہوئی۔ خپلو میں مذہبی فسادات میں ملوث بے گناہ نوربخشی لوگوں کی وکالت کرنے کے لئے حیدری اور صوفی غلام محمد نے راولپنڈی کے مشہور و معروف قانون دان جناب حبیب الوہاب خیری کی خدمات حاصل کیں۔ دو پیشیوں کے بعد مقدمہ میں ملوث نوربخشی لوگ باعزت بری ہوگئے۔ جبکہ بلتستان میں حالات کو مزید سازگار بنانے کے لئے علامہ شیخ غلام محمد کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ دونوں فریقین برابری کی بنیاد پر اور ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کے اصول کے تحت ایک امن معاہدہ اہل تشیع اور نوربخشیوں کے درمیان طے پایا۔ اس وقت کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر میجر جنرل اسلم شاہ کے ذریعے خانقاہ چقچن کی تالا بندی ختم کر دی۔ نوربخشیوں نے بھائی چارگی کی فضا کو قائم کرتے اور اہل تشیع کے ساتھ خیر سگالی جذبے کے تحت سکردو کیس میں ملوث تمام شیعوں کو معاف کر دیا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے شیعہ و نوربخشی پھر سے شیر و شکر ہوگئے اور بلتستان میں ایک مرتبہ پھر سے مذہبی ہم آہنگی پیدا ہوئی۔ بحیثیت منتخب عوامی نمائندہ انہوں نے علاقہ میں تعمیر و ترقی کے بہت سارے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ دوسری جانب فلاحی کاموں میں گہری دلچسپی لینے اور مذہبی خدمات کے پیش نظر 1980ء میں انہیں انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ سکردو کا جنرل سیکریٹری مقرر کیا گیا۔ جواب تک جاری ہے۔

دوران سال 1980ء میں تھلو وزیر پور شگر والوں کی دعوت پر حیدری صاحب خپلو سے علماء کا ایک وفد لے کر سکردو پہنچا۔ سکردو انجمن نے شگر جانے کے لئے مفت ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا۔ سکردو سے گاڑیوں کے جلوس میں علماء دانشوروں سرکردگاں اور نوجوانوں کا یہ کاروان شگر روانہ ہوا۔ شگر خاص خانقاہ معلی میں ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ منعقد کرنے کے بعد وزیر پور روانہ ہوئے۔ دوسرے روز تھلو وزیر پور شگر تیسرے روز گلاب پور شگر میں عظیم الشان اور فقید المثال تاریخ ساز جلسہ منعقد کرایا۔ مدتوں بعد شگر سے منقطع نوربخشی علماء اور دانشوروں کا رابطہ بحال کرادیا اور تبلیغ کا سلسلہ دوبارہ شروع کرایا۔ اس جلسے سے قبل علماء کا شگر جانا اور تبلیغ کرنا باعث موت سمجھا جاتا تھا۔ اس کامیاب جلسے کے بعد نہ صرف علماء کی حوصلہ افزائی ہوئی بلکہ شگر کے نوربخشی عوام میں ایک نئی روح، ایک نیا ولولہ اور عزم پیدا ہوا۔ شگر کے بکھرے ہوئے نوربخشی پھر سے منظم ہو کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے۔ دوسرے سال 18 شعبان المعظم بمطابق 21 جون 1981ء کو شگر الچوڑی میں فقید المثال جلسہ ہوا۔ جسے نوربخشی عوام عرصہ گزرنے کے بعد اب بھی یاد کرتے ہیں۔ شگر کے لوگوں کو درپیش مذہبی، سماجی مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں حیدری نے مرکزی کردار

جاری ہے



عابدین، اسسٹنٹ سیکرٹری انفارمیشن دانیال محمود، اسسٹنٹ سیکرٹری فنانس

خانقاہ معلیٰ نوربخشیہ سرموں کی تعمیر و توسیع

(ایک جائزہ)

تحریر: علی محمد محمدی، سرموں

قرآن وسنت نبویؐ وسیرت النبیؐ اور تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے پیارے نبی تاجدار دو عالم حضرت محمدؐ کی بعثت عالمگیریت اور آفاقیت کی حامل ہے چنانچہ آپ کی تعلیمات اور آپ کا اسوۂ حسنہ رہتی دُنیا تک تمام اِنسانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے تابعین وپیروکار آپ کا آفاقی و عالمگیر پیغام اسلام کی دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں جس جس خطۂ ارضی میں قدم رکھا وہاں اپنا مسکن بنانے کے ساتھ ساتھ ربُّ العالمین کی عبادت وبندگی کی اجتماعی ادائیگی کے لئے مساجد و خانقاہوں کا قیام بھی عمل میں لائے۔

خود تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات ظاہری میں جب آپ اور صحابہ کرامؓ دینِ اسلام کی خاطر آبائی شہر مکہ کو چھوڑ کر سوئے یثرب ہجرت فرمارہے تھے۔ تو راستے میں مسجد قبا کی تعمیر بعد ازاں یثرب میں مسجد نبویؐ کی تعمیر اور آپؐ کے بعد صحابہ کرام مبلغین اسلام صوفیائے کرام مثلاً حضرت جنید بغدادیؒ، شیخ ابوالقاسم گرگانی، سید علی ہجویری، شیخ احمد غزالی، شیخ نجم الدین کبریٰؒ، شیخ علاوالدولہ سمنانی میر سیّد علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان اور سید العارفین میر سید محمد نور بخشؒ کی بنائی ہوئی مساجد اور خانقاہیں اس کی واضح نظیریں ہیں۔

خصوصاً علی ثانی لقب پانے والے اور بُت کدہ کشمیر وبلتستان میں صدائے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کو بلند کر کے اسلام کا آفاقی و عالمگیر پیغام پہنچانے والے حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سیّد علی ہمدانیؒ کشمیر وبلتستان میں رب کائنات کے حضور اجتماعی سجدہ ریزی کر کے عبادت وبندگی بجا لانے کے لئے سینکڑوں خانقاہیں قائم کیں۔ اُن متبرک خانقاہوں میں سے ایک قدیم ترین خانقاہ "خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ سرموں" ہے۔ جس میں اوقات خمسہ کی نمازیں باجماعت ادا کرنے کے علاوہ جمعہ وعیدین کی نمازیں اہالیان سرموں خصوصی طور پر ادا کرتے ہیں۔ آبادی میں روز افزوں اضافے کے ساتھ ساتھ اُس عظیم الشان خانقاہ میں جگہ کی کمی دامن گیر رہی تھی چنانچہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اللہ کے فضل وکرم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل سے عسکری تنظیم سرموں کے قائد جناب صوبیدار حاجی غلام رسول غازی کی قیادت میں اس کے فعال اور محنتی کارکنوں نے سرموں کے عوام وخواص کے تعاون سے 2 جون 2003ء کو خانقاہ معلیٰ نوربخشیہ سرموں کی تعمیر وتوسیع کے منصوبے کا آغاز کیا تھا۔ اس وقت یہ خانقاہ معلیٰ نوربخشیہ سرموں اپنے تکمیلی مرحلے میں ہے۔ آغاز کار سے لے کر اب تک خواتین نے

اپنے قیمتی زیورات، ملازمین نے اپنی تنخواہوں میں سے، مخیر حضرات نے اپنے عطیات وصدقات سے اور عوام الناس نے اپنی اپنی بساط کے مطابق بڑھ چڑھ کر اس عظیم تعمیری و توسیعی منصوبے میں حصہ لیا۔ اس تعمیری و توسیعی منصوبے کی انفرادیت اور خصوصیت یہ ہے کہ اب تک آنے والے اخراجات اہلیانِ سرموں نے اپنی مدد آپ کے تحت برداشت کیے ہیں۔ کسی بھی سرکاری و غیر سرکاری ادارے سے مالی مدد نہیں لی ہے۔ اہلیانِ سرموں کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے، اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ حقیقی، سچی، سیدھی اور ستھری بات بھی یہ ہے کہ ان سب حضرات کی عظیم کاوشوں سے ہی اس خانقاہ معلی کی تعمیر کا یہ کام اپنے اختتام کو پہنچنے والا ہے۔

اب تک تعمیر و توسیع خانقاہ کے سلسلے میں دو دفعہ ملک گیر اہلیانِ سرموں سے چندہ مہم ہوئی۔ دونوں دفعہ بیرون بلتستان مختلف شہروں کراچی، لاہور، کوئٹہ، راولپنڈی اور اسلام آباد میں مقیم اہلیانِ سرموں کی طرف سے فراخدلانہ تعاون شاملِ حال رہا۔ پہلی دفعہ 2005ء میں اہلیان سرموں کی طرف سے جناب صوبیدار غلام رسول غازی کے ساتھ جناب قاری محمد ابراہیم صاحب خطیب خانقاہ معلی مقرر کیے گئے اس چندہ مہم میں بھی پاکستان کے مختلف شہروں میں مقیم اہلیان سرموں نے دل کھول کر تعاون کیا۔

دوسری ملک گیر چندہ مہم 2006ء میں خود عسکری تنظیم کے قائد جناب حاجی غلام رسول غازی صاحب نے مختلف شہروں کا دورہ کر کے شروع کی اور اس مہم کو بھی بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔

اب تک خانقاہ کی تعمیر و توسیع میں وصول ہونے والے عطیات کی تفصیلات کچھ یوں ہیں:

اندرونِ پاکستان سے عطیات کی تفصیلات

کراچی	5,90,727
راولپنڈی/اسلام آباد	2,76,397
لاہور	1,87,780
کوئٹہ	31,280
مجموعی رقم	10,86,182
اندرون سرموں	12,71,070
عطیات	17,77,453

10 جون 2007ء چھت چڑھائی کا پروگرام ہوا۔

اب جبکہ خانقاہ معلی کی تعمیر و توسیع کا منصوبہ اپنے تکمیلی مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ اس منصوبے میں سرموں کے تمام طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے علماء، ملازمین، مزدور و محنت اور کاروباری حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ طوالت سے بچنے کے لئے یہاں سب کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ جن حضرات نے کم از کم 50ہزار یا اس سے زیادہ کی رقوم جمع کرائیں، ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

علی صاحب چھوغوگرونگ	1,68,000
حاجی ابراہیم موسیٰ صاحب ترکری	1,00,000
چھوغوگرونگ	1,05,000
اخوند موسیٰ کھر	86,000
اخوند ابراہیم کھر	60,000
راجہ محمد	50,000

ان تمام شخصیات کا جنہوں نے جس جس طریقے سے بھی اس سلسلے میں تعاون کیا یعنی مال دیا، اپنے قیمتی آراء

اور مشوروں سے نوازا، اِن تمام اشخاص کی کاوشیں قابلِ قدر ہیں۔ ان تمام شخصیات کی خدمات کے علاوہ عسکری تنظیم کے قائد جناب صوبیدار غلام رسول غازی صاحب کی خدمات خاص کر سرِ فہرست ہیں اور خاص کر مولانا محمد محسن صاحب، قاری محمد ابراہیم صاحب، جناب سید منظور حسین کاظمی صاحب اور دوسرے بھی تمام حضرات جنھوں نے اِس سلسلے میں ہر طرح تعاون کیا اور مدد کی، اِن کی کاوشوں کی بھی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

اَب تک اس منصوبے کے لئے تقریباً 45لاکھ روپے وصول ہو چکے ہیں جبکہ اس میں سے 40لاکھ خرچ ہو چکے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس پر مبلغ 60لاکھ روپے خرچ ہو سکتے ہیں۔ یقیناً سرموں کی تاریخ اس عظیم تعمیری وتوسیعی منصوبے میں دامے درمے سُخنے تعاون کرنے والے حضرات کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔ اس سلسلے میں تعاون کرنے والے تمام حضرات کو اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنی مزید رحمتوں اور برکتوں سے نوازے (آمین)۔ علاوہ ازیں اِس سلسلے میں کسی بھی اعتبار سے تعاون کرنے والے صاحب کا اسمِ گرامی یا خدمات تحریر کرنے سے رہ گئی ہوں، تو معذرت خواہ ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کی ان نیک کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازتے ہوئے اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس عظیم الشان خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مرکز بنائے، آمین۔ بحق سید الانبیاء و المرسلین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

☆☆☆

ماسٹر محمد یوسف سے انٹرویو

اکبر جاوید ابدالی شگری

ماسٹر محمد یوسف صاحب کا تعلق بلتستان کے ضلع گانچھے (خپلو) کے علاقہ غواڑی سے ہے۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب کا اتفاقاً گلاب پور آمد پر این، وائی، ایف کے صدر و نمائندہ شگر اکبر جاوید ابدالی نے ماسٹر محمد یوسف صاحب سے تفصیل انٹرویو لیا۔ جو نذر قارئین کی جارہی ہے۔

سوال 1۔ نوائے صوفیہ: ماسٹر صاحب آپ اپنی ابتدائی تعلیم و تدریس کے بارے میں بتائیں؟

جواب: جناب ابدالی صاحب! آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے حالات میں دلچسپی لی اور کچھ جاننا چاہا۔ میں نے مڈل تک تعلیم موجودہ ہائی سکول غواڑی سے پاس کیا۔ میٹرک میں نے سکردو سے پاس کیا۔ 1980ء میں میٹرک کرنے کے بعد 1982ء میں F-A پاس کیا۔ B-A کا طالب علم تھا۔ 1984ء میں مجھے بطور ٹیچر ملازمت مل گئی۔ 1987ء میں بی اے کیا اور ایم اے 1999ء میں کراچی یونیورسٹی سے پاس کیا۔ میں اپنی دوران سروس بحیثیت T-G-T استاد اپنی ڈیوٹی سرانجام دے چکا ہوں۔ اور دوران سروس حائی سکول غواڑی، کورو، حائی سکول مچلو، حائی سکول ڈغونی میں اپنے فرائض انجام دے چکا ہوں۔

سوال 2۔ نوائے صوفیہ: آپ مذہبی اور سماجی معاملات میں کیوں دلچسپی لیتے ہیں؟

جواب: مذہبی سماجی معاملات میں دلچسپی لینے کی بات یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ مجھے مروجہ تعلیم سے نوازا۔ بحیثیت مسلمان بالخصوص نوربخشیوں کے لئے اپنے مذہب سے دلچسپی ضرور لینی چاہئے۔ میں ہمیشہ ملت نوربخشیہ کے تعمیر ترقی کے لئے کام بھی کرتا ہوں اور ہمیشہ دعا گو بھی رہتا ہوں۔

سوال 3: نوائے صوفیہ: ماسٹر صاحب آپ کے گاؤں میں مذہبی حالات کیسے ہیں؟

جواب: ہمارے گاؤں میں مذہبی حالات اللہ کے فضل سے کافی اچھے ہیں۔ حالانکہ یہ نوربخشیوں کے لئے غنیمت کا مقام ہے۔ جس میں راہ حق کے لوگوں کو اپنا ایمان بچانے کے لئے بھاری قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ غواڑی میں اس وقت 12 محلہ جات ہیں۔ ان میں سے چار محلے میں نوربخشی آبادی موجود ہے۔ غواڑی اہل حدیث کی آبادی 550 چھوٹے ہیں۔ شیعہ آبادی 60 چولہوں پر جبکہ نوربخشی آبادی 75 چولہوں پر مشتمل ہے۔ ہمارے لوگوں کی حوصلے کافی بلند ہے۔ دوسرے فرقوں کے ساتھ اس وقت کوئی ٹینشن جھگڑا فساد وغیرہ اللہ کے فضل سے نہیں ہے۔

سوال 4: نوائے صوفیہ: کیا اپنے گاؤں غواڑی میں نوربخشی مدرسہ دینی قائم ہے؟

جواب: جیسا کہ عرض کیا گیا کہ چار محلوں میں نوربخشی آبادی موجود ہیں۔ فی الحال محلہ چھوغو گرونگ اور محلہ ڈنگا کھور میں مدرسے باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔ واضح رہے۔ ان مدرسوں کے لئے خپلو، چھوربٹ، سرمک وغیرہ کے لوگ ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ اس وقت غواڑی میں خانقاہ معلیٰ کے علاوہ چار مساجد میں بھی باقاعدہ نماز باجماعت قائم ہوتی ہے۔

سوال 5: نوائے صوفیہ! آپ کے دینی ادارے میں دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی یا مروجہ تعلیم کا بھی بندوبست ہے؟

جواب: ہمارے ادارے میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ابتدائی سطح کے لئے دنیاوی تعلیم کو بھی رواج دیا جا رہا ہے۔

ویسے مروجہ تعلیم کے دیگر ادارے بھی ساتھ موجود ہیں۔ اور اس کا کوئی مسئلہ نہیں۔

سوال 6۔ نوائے صوفیہ! ماسٹر صاحب آج کل نوربخشیوں میں اختلاف کے نام پر چوے دے رہی ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: نوربخشیوں کے اندر اختلاف کی جو ہوا چل رہی ہے وہ میرے خیال میں نہایت افسوس ناک ہے یا ہماری قوم کی بڑی بدقسمتی ہے۔ نبی کریمؐ نے مسلمانوں کے اندر اختلاف کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ بلکہ نہایت صبر سے کام لیا۔ جو کہ علماء کرام نے بھی نہایت تکالیف برداشت کیں اور ذاتی نقصانات کے منصب کو ایک طرف رکھ کر دین کو ٹکڑے ہونے سے بچانے کی بھرپور کوشش کی اور اپنا حق ادا کیا۔ شاید ہماری مخالف قوتیں ہمارے اندر اختلاف پیدا کرنے اور اسے ہوا دینے میں بھی کامیاب ہو رہی ہیں۔ جس سے قوم کی کشتی کو دھچکا لگ رہا ہے۔ ہر ذی شعور نوربخشی کو اس حالت سے روحانی تکالیف ہو رہی ہیں اور عوام بہت پریشان ہیں اُن سے اپیل کی جاتی چاہئے کہ قوم کو نقصان سے بچانے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔

واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً والا تفرقوہ.

سوال 7: نوائے صوفیہ! آپ نوربخشیوں میں کس کس سے متاثر ہیں؟

جواب: میں ان تمام مخلص و دین دار لوگوں کے ساتھ متاثر ہوتا

ہوں جو مذہب کے اتحاد و اتفاق کے لئے کام کرتے ہیں اور اتحاد کے حامی ہیں۔ اس مادی دور میں جو کسی غریب کی جانی، مالی، قولی، فعلی مدد کرتا ہو جو کہ اس دور میں کم ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی وجہ سے دین قائم رہتا ہے۔ علاوہ ازیں کارگل اور انڈیا کے اندر دوسرے نوربخشی بھائیوں اور علامہ محمد بشیر براہوی سے بہت متاثر ہوں اور ان سے بڑی محبت رکھتا ہوں۔

سوال 8: نوائے صوفیہ! ماہنامہ نوائے صوفیہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: نوائے صوفیہ نوربخشیوں کا ایک اہم ذریعہ تبلیغ ہے نہ اس کو وسیع اور عام فہم بنانے کی ضرورت ہے اور نہ عام لوگوں کو لکھنے کی دعوت دے دینے کی ضرورت ہے۔

سوال 9: نوائے صوفیہ! ماسٹر صاحب آپ قارئین نوائے صوفیہ کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب: قارئین نوائے صوفیہ کے لئے پیغام یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک نوربخشی عوام میں اتفاق پیدا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ اور دوسری قوموں سے یہی سبق حاصل کریں۔ اور ہر ایک کو غیرت مند، جرأت مند اور رواداری نوربخشی بننے کی توفیق دیں۔ اس کے لوے نوربخشی عوام کی ہمت کی ضرورت ہے۔

سوال 10: نوائے صوفیہ! ماسٹر صاحب آپ کا بے حد شکریہ آپ نے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر ہمیں انٹرویو دیا۔

جواب: جناب اکبر جاوید ابدالی صاحب آپ کا بھی بہت بہت شکریہ۔ کیونکہ آپ نے ہمیں بھی قارئین نوائے صوفیہ سے ملنے کا موقع بخشا۔

☆☆☆

اسلام میں میڈیا کی ضرورت و اہمیت

دانیال محمود نوری، کریسی

دینِ اسلام پوری دنیا کا دین ہے۔ اور دین اسلام کو عطا کرنے والا ساری انسانیت کا پالن ہار اور رزق دینے والا ہے۔ اور اس دین کو چار دانگ عالم میں پھیلانے والے رسولؐ کی رسالت ساری انسانیت کی طرف ہے۔ اور جو کوئی اس دین کو قبول کرتا ہے اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس پیغام کو پوری ذمہ داری سے دوسروں تک پہنچائے۔ اگر اسلام کا پیغام دوسرے لوگوں تک نہ پہنچے تو یہ معصیت کا سبب ہے، اس لئے ایک طرح سے یہ کتمان علم ہے اور برائی کا سد باب نہ کرنے کے مترادف ہے۔

حدیث شریف میں عہد اوّل کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے واقعات میں غزوہ تبوک سے تعلق رکھنے والا ایک واقعہ اپنی ایک خاص خصوصیت کا حامل رہا ہے۔" وہ واقعہ یہ تھا کہ غزوہ تبوک شدید گرم موسم اور پھلوں کے پکنے اور باغات کے گھنے سائے سے لطف لینے کے زمانہ میں پیش آیا تھا، اس کے اثر سے چند افراد غزوہ میں حضورؐ کے ہمراہ جہاد کے لئے جانے سے رہ گئے تھے۔ ان میں سے کچھ تو وہ تھے جو دل سے اسلام نہیں لائے تھے اور دوسری پالیسی رکھتے تھے ان کے اسلام کے جھوٹے دعوے سے حضورؐ واقف بھی تھے لیکن چونکہ وہ اپنے جھوٹے طرز عمل کو چھپاتے تھے اس لئے حضورؐ بھی ان سے رد و قدح نہیں فرماتے تھے، ان کے تین حضرات ایسے بھی تھے جو اسلام کا سچا جذبہ رکھتے تھے۔ جھوٹے لوگ تو

جان بوجھ کر تبوک سے غیر حاضر ہوئے تھے۔ لیکن یہ تین سچے آدمی معمولی رکاوٹ اور قدرے سستی کی وجہ سے سفر نہ کر سکے تھے۔ غزوہ سے واپسی پر جھوٹے عذر والوں نے حضورؐ سے اپنا جھوٹا عذر بیان کیا۔ حضورؐ نے سن کر ان کو نظر انداز کر دیا لیکن تین سچے لوگوں نے کوتاہی کا اعتراف کر لیا، آپؐ ان کی گرفت فرمائی اور کہا کہ انتظار کرو اب خدا ہی فیصلہ کرے گا اور تمام اہل ایمان کو ان تینوں کا بائیکاٹ کرنے کا حکم دے دیا۔ تینوں نے سزا کو صبر و ایمان کے ساتھ چالیس روز تک برداشت کیا اس واقعہ کو حضرت کعبؓ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب سے حضورؐ نے دریافت کیا کہ جہاد میں کیوں نہیں نکلے تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں عذر بیان کرنا چاہوں تو ایسا عذر پیش کر سکتا ہوں کہ آپ بھی اس کو مان لیں گے کیونکہ مجھ کو اپنی بات کو مناسب کہنے کی صلاحیت حاصل ہے۔ لیکن کیا کروں گا تو جھوٹ کہوں گا اس سے دھوکا تو دے سکتا ہوں مگر خدا کو راضی نہیں کر سکتا۔ سچی بات یہ ہے کہ کوئی عذر نہ تھا صرف کوتاہی تھی حضورؐ نے فرمایا کہ انہوں نے سچ بتا دیا۔ اچھا انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہوگا اور تینوں اشخاص سے بات کرنے سے منع کر دیا۔ حضرت کعبؓ کا یہ کہنا کہ ہم کو مطمئن کر دینے والی بات کرنے کی صلاحیت حاصل ہے یہی وہ صلاحیت ہے جو موجودہ دور میں میڈیا سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ صلاحیت اگر صالح اور مفید مقصد کے تحت ہو تو صالح میڈیا ہے ورنہ فاسد اور مضر میڈیا ہے" میڈیا کی اس کارکردگی کو عام طور پر اختیار کر لیا گیا ہے۔ اسلام دشمن لوگ اس کو عام طور پر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

اس کی وجہ سے زندگی کے حقائق بدل کر سامنے آتے ہیں اور حق بات چھپی رہ جاتی ہے۔ اس طرح میڈیا کا موجودہ دور میں بڑا کردار ہے بلکہ اب اس کو مستقل فن بنا لیا گیا ہے کہ واقعہ کچھ بھی ہو اس کو اپنے مقصد کے لئے مفید بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے۔ اس میں جھوٹ، نفاق، حق تلفی اور خلاف حقیقت بات کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ اسلام کو پسند نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ سچی اور خالص بات کرو اور دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرو لیکن یورپ نے ہوشیاری اور چالاکی سے بات کرنے کو اور واقعات کو اپنے پسندیدہ مقاصد کے تحت ہی پیش کرنے کو ایک فن کے طور پر اختیار کر لیا ہے پر وہ میڈیا ہے جو مغربی اقدار اور جاہلیت کی باتوں کی ترویج کے لئے دنیوی دانشوروں نے اختیار کیا اور رواج دیا ہے جس نے اخلاق تو اخلاق انسانی قدروں کو بھی پامال کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ سر پھیرے لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے پروردگار کے ڈر سے جھوٹ سے بچتے ہیں اس طرح ان کا میڈیا تو اسلامی میڈیا ہوا۔ جھوٹا میڈیا اتنے خوبصورت طریقے سے چلتا جا رہا ہے۔ اچھے اچھے آدمی بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ مسلمانوں اور اسلام کو اس کا سخت مقابلہ ہے۔ قرآن مجید نے "میڈیا" کا مفہوم واضح کرنے کے لئے جو اصطلاح استعمال کی ہے وہ "دعوت" ہے۔ یہ ایک طاقتور قرآنی تعبیر ہے۔ اس تعبیر سے خود قرآن بھی ایک ذریعہ ابلاغ ہے۔

تکرار و اعادہ:

پیغام کو دوسروں کے نئے اسلوب میں پہنچانا، اس کے تسلسل و اعادہ کا مطلب یہی کہ حالات و واقعات کے جاری ہے

آپ کے مسائل
اور
ان کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ سابقہ شمارے میں آئے ہوئے سوالات چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ قارئین آگاہ رہیں۔

سوالات

سوال نمبر1- ممنوع حالت میں بیوی کے ساتھ جنسی رابطے کے نتیجے میں جنم لینے والے بچے کا کیا حال ہوگا۔ کیا اس سے نکاح کی صحت پر فرق پڑے گا؟

سوال نمبر2- نابالغ بچے کے ساتھ نابالغ بچی کی صرف منگنی کا مرحلہ طے کیا ہوا ہو تو دونوں کے بالغ ہونے پر نکاح کے بغیر جنسی رابطہ قائم کرنا جائز ہوگا۔ (سوال کنندگان اخوند محمد امین اینڈ اخوند شجاعت علی چیلوی منظور کالونی کراچی)

سوال نمبر3- امامتِ نماز کے لئے اوصاف امام کیا کیا ہیں؟

سوال نمبر4- قبرستان میں قرآن خوانی کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

سوال نمبر5- کیا بصورتِ مجبوری محرم مُرد کسی مُردہ عورت کو غسل دے سکتا ہے؟

(سوالِ کنندہ امان اللہ بلخاری ایبٹ آباد)

سوال نمبر6- نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیمo کو جہراً پڑھے یا سراً واضح کریں۔

سوال نمبر7- بینکوں میں لوگ فکس ڈپازٹ کی شکل میں رقوم جمع رکھتے ہیں۔ یہ فکس ڈپازٹ والا کھاتہ کیسا ہے۔ اس کے نتیجے میں ملنے والا منافع کیسا ہے اگر یہ حرام کے زمرے میں آتا ہو تو اسے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ (سوال کنندگان عبداللہ جاوید و فیاض فیضی لاہور)

سوال نمبر8- وضو مکمل کر چکنے کے بعد یاد آجائے کہ ایک واجب حکم کی بجاآوری رہ گئی ہے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے۔

سوال نمبر9- اگر کسی آدمی کے پاس اپنی ضروریات اور گھریلو ضروریات کو پورا کرنے کے بعد پچاس ہزار روپے بچ گئے تو اس پر زکوۃ کی کیا صورت ہوگی۔

سوال نمبر10- ایک آدمی نے دریا کے کنارے پر غسل کیا۔ غسل مکمل کرنے کے بعد اُس کو دریا میں کوئی مُردار یا کوئی گندی چیز نظر آئی تو کیا اُسے دوبارہ غسل کرنا پڑے گا؟

(سوال کنندہ مہدی فیروز غور سے)

جوابات

جواب1- بسم اللہ الرحمن الرحیمo ممنوع حالتوں میں بیوی کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کرنا شرعاً حرام ہے۔ تاہم اس سے نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جنم لینے والا شوہر کا اپنا جائز بچہ ہوگا۔ فکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔

جواب2- بسم اللہ الرحمن الرحیمo اگر صرف منگنی ہوئی ہو تو بالغ ہونے پر نکاح کا مسئلہ طے کرنا شرعاً واجب ہے۔ نکاح کے بغیر جنسی روابط قائم کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا۔

جواب3- بسم اللہ الرحمن الرحیمo اس شمارے کے مجموعہ شریعت محمدیہ والے مضمون میں اس سوال کا جواب ہے۔ بغور مطالعہ کریں۔

جواب4- بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ قبرستان میں قرآن خوانی کا اہتمام شرعاً جواز کا درجہ رکھتا ہے۔ عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔

جواب5- بسم اللہ الرحمن الرحیم٥ بصورتِ مجبوری شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اسی طرح سے بصورتِ مجبوری بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ اس کے سوا نفسِ محرم فرد کا ہونا کافی نہیں بلکہ مرد کو مرد غسل دے گا اور عورت کو عورت غسل دے گی ایسی صورت بھی میسر نہ ہو تو غسل کے بدلے میں تیمم کا مرحلہ طے کرنا شرعاً واجب ہو جائے گا۔

جواب6- بسم اللہ الرحمن الرحیم٥ چونکہ قرأت ہی کا حصہ ہے۔ لہذا جہری نمازوں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بھی جہراً پڑھنا واجب ہے اور سرّی نمازوں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بھی سرّاً پڑھنا واجب ہے۔ شریعت محمدیہ کا یہی اصل حکم ہے۔

جواب7- بسم اللہ الرحمن الرحیم٥ فکس ڈپازٹ کے نتیجے میں ملنے والا منافع شرعاً سود کے زمرے میں آتا ہے۔

باقی صفحہ 54 پر

دُنیائے تصوف کی خبریں

اسلام آباد میں شاہ سیّد محمد نوربخش کا عرس مذہبی عقیدت و احترام سے منایا گیا

اتوار 23 مارچ 2008ء کی شام جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں بسلسلۂ یوم وفات شاہ سیّد محمد نوربخشؒ ایک پُروقار تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت قبلہ علامہ محمد بشیر صاحب نے کی۔ تقریب کا آغاز مولانا محمد ابرہیم کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد کامران ایچ حسرت، جی ایچ معروفی، کاچو اختر حسین، مولانا محمد حسین اور قبلۂ علامہ صاحب نے خطاب کیا۔ مقررین نے شاہ سیدؒ کی زندگی، ملت اسلامیہ کے لئے ان کی قربانیاں اور خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ جناب کامران نے اس طرح کی تقریبات میں عوام سے کثرت شرکت کی اپیل کی۔ انہوں نے کہا کہ ایسی تقریبات کے انعقاد سے ہم اپنے ایمان کو تازہ کر سکتے ہیں محترم جی ایچ معروفی نے شاہ سیدؒ کے ملت اسلامیہ کے لئے دی گئی قربانیوں کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ شاہ سیّد اور دیگر صوفیاء کی بدولت بلتستان سمیت گردونواح کے علاقوں مثلاً کشمیر، لداخ، کارگل اور سنکیانگ (چین) میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ کاچو اختر حسین بلغاری نے مجتہد موصوف کی کاوشوں کا ذکر کیا جو انہوں نے عالم اسلام کے مابین اختلافات کو ختم کرنے کے لئے کی تھیں انہوں نے کہا کہ شاہ سیدؒ کی تصنیفات عالم اسلام کے مابین اختلاف کو دور کرنے کا واحد اور جامع مشعل راہ ہے۔ مولانا محمد حسین نے شاہ سیدؒ کے طریقت و معرفت کے پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی۔ آخر میں قبلہ علامہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے شاہ سید کی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا اور آخر میں دعائیہ کلمات کے ساتھ اس محفل کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: مہدی علی ربانی)۔

☆☆☆

NYF اسلام آباد کی ایک اہم میٹنگ

مورخہ 23 مارچ 2008ء، بروز اتوار، دن دو بجے NYF اسلام آباد کی ایک اہم میٹنگ صفہ لائبریری جامع مسجد

صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ میٹنگ کی اطلاع جمعہ کے دن بذریعہ اشتہار کردی گئی تھی۔ جن میں کثرت سے نوربخشی طلباء مقیم اسلام آباد وراولپنڈی نے شرکت کی۔ میٹنگ کی صدارت مہدی علی ربانی صدر NYF اسلام آباد نے کی جبکہ جی ایچ معروفی صاحب مہمانِ خصوصی تھے۔ صدر نے شرکائے میٹنگ کو NYF کی گزشتہ ڈھائی سال کی کارکردگی کے بارے میں تفصیل بتائی۔ میٹنگ میں آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں غور کیا گیا۔ شرکائے میٹنگ نے طلباء کے درمیان باہمی تعاون پر زور دیا اور آئندہ وقتاً فوقتاً طلباء کی میٹنگ کے انعقاد پر اتفاق کیا گیا۔ (رپورٹ: سیکرٹری اطلاعات، NYF اسلام آباد راولپنڈی)۔

☆☆☆

علی پور میں تین روزہ اعتکاف کا اہتمام

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے زیرِ اہتمام گزشتہ دنوں علی پور، اسلام آباد میں تین روزہ اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ اعتکاف کی سربراہی بوا حسین صاحب خپلوی نے کی۔ اعتکاف میں مسلکِ حقہ کے مجموعی طور پر چودہ فرزندانِ توحید نے شرکت کر کے فیض یابی حاصل کی۔

یہاں اس بات کا تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ جب سے علی پور اسلام آباد میں نوربخشی برادری کی آبادی شروع ہوئی ہے۔ اعتکاف کی یہ پہلی محفل ہے جس کا اہتمام انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور نے کیا۔ اعتکاف کے اختتام پر ایک محفل کا بھی اہتمام کیا۔ مسلک حقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجمن کے جنرل سیکرٹری موسیٰ علی ہمدانی نے ادا کئے۔ غلام حسن صفی نے تلاوت، سیّد شہاب الدین، بوا حسین، انجینئر غلام حسن نے پُر رونق تقریریں کیں۔ انجمن کے صدر محمد موسیٰ نے صدارتی خطبہ دیا اور معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ (رپورٹ: غلام محمد شاہین، فنانس سیکرٹری)۔

☆☆☆

غازی آباد وزیرپور شگر میں سہ روزہ اعتکاف

گزشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ غازی آباد میں سہ روزہ اعتکاف نشینی کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل اعتکاف میں ساٹھ خوش نصیبوں نے اعتکاف کی سعادت حاصل کی۔ محفلِ اعتکاف کے قائدین میں محترم مولانا محمد علی عاف کریس، بوا ماسٹر خلیل صاحب، بوا داؤد صاحب، مفتی علی محمد ہادی وغیرہ تھے بعد میں روحانی اجتماع ہوا۔ جس میں قائد تصوف و اعتکاف الحاج فقیر ابراہیم صاحب نے خصوصی شرکت کی۔

اس روحانی محفل کی اختتامی تقریب میں ہزاروں اہل توف نے نلتستان کے ہر دو اضلاع سے شرکت کیں۔

اختتامی تقریب کی صدارت الحاج فقیر ابراہیم صاحب جبکہ مہمانِ خصوصی علامہ علی محمد محمدی آف سرموں تھے دیگر مقررین میں مولانا عبدالحمید خپلو، مولانا محمد اقبال جاوید غازی آباد شامل تھے۔ مولانا غلام رسول آف براہ، حافظ محمد حسین آف شگر، سیّد نواز حسین شگر، مفتی علی محمد ہادی شگر، بوا محمد شریف آف الچوڑی وغیرہ نے ایمان افروز تقاریر کیں۔ صدر محفل الحاج فقیر محمد ابراہیم کے صدارت کلمات اور پُر خلوص دعاؤں کے ساتھ اس روحانی محفل کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: ابوالکاشف، جنرل سیکرٹری، تصوف ویلفیئر سوسائٹی)

☆☆☆

پبلک سکول حسن آباد چھوربٹ

تعمیر سیرت کا ذریعہ

کہنے کو تو فیض بخش پبلک سکول حسن آباد چھوربٹ ایک چھوٹا تعلیمی ادارہ ہے جو کمیونٹی اور AKESP کے تعاون سے چل رہا ہے۔ مگر یہ تعلیمی ادارہ بچوں کو جدید دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم پر بھی توجہ دے رہا ہے اور مزید بہتری کی کوشش کی جارہی ہے۔

سکول میں اسلامیات کی جگہ "نوربخشی دینیات" کی ٹیکسٹ بک رکھی ہوئی ہے تاکہ بچوں میں شروع سے ہی دینی رغبت پیدا کی جائے۔ بچوں کو تمام کلمے، سورتیں، دعائیں، تسبیحات زبانی یاد کرائی جاتی ہیں۔ بچوں کے اندر ذکر وفکر کا شوق پیدا کرنے کے لئے کلاسوں میں مقابلے رکھے جاتے ہیں۔ مقابلوں کے ذریعے بچے شوق سے یاد کرتے ہیں۔ وضو، نماز وغیرہ بچوں کو کلاس کے اندر ٹیچر خود عملاً کر کے دکھاتے ہیں۔ اور پھر بچوں سے بھی کرواتے ہیں کیونکہ کوئی بھی جب تک ہم خود کر کے نہ دیکھیں وہ ہم سیکھ نہیں سکتے ہیں یعنی Learning by doing کا عمل ہوتا ہے۔ تمام دعاؤں اور سورتوں کے ترجمے بھی کروائے جاتے ہیں۔

قومی دنوں کے علاوہ خاص دینی تہواروں پر مختلف مقابلوں کا انعقاد کروایا جاتا ہے جن میں حمد، نعت اور کوئز وغیرہ کے مقابلے شامل ہیں۔

تمام کلاسوں میں لائبریری کورسز ہوتے ہیں۔ جس میں تمام دوسرے رسائل کے ساتھ ساتھ نوائے صوفیہ بھی مطالعے کے لئے رکھا جاتا ہے اور اس کے ذریعے نئی نئی اور دلچسپ باتیں دین کے حوالے سے سکھائی جاتی ہیں۔

ان تمام باتوں کے لئے ٹیچرز کا آپس میں Co-operation ہونا ضروری ہے اور ٹیچرز کا بچوں کے ساتھ بھی مشفقانہ رویہ ہونا چاہئے تاکہ طالب علم بلاجھجک اُستاد سے رہنمائی حاصل کر سکے۔ (رپورٹ: فریدہ بتول حسن آباد چھوربٹ)

☆☆☆

بُردس بلغار میں سہ روزہ روح پرور محفل اعتکاف

بُردس بلغار میں تین روزہ محفل اعتکاف منعقد ہوئی۔ جس میں معتکفین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ آخر میں اختتامی تقریب ہوئی۔ اس جلسے میں علاقے کے جید علماء کرام نے شرکت کی۔ جلسہ اتنا پُراثر تھا کہ رات گئے یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ یاد رہے کہ بُردس بلغار والوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ہر سال اس طرح کے روحانی محافل کا انعقاد کرتے رہتے ہیں۔

اس تقریب میں علماء کرام نے اعتکاف کی روحانی اہمیت اور دینی افادیت پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ نعت خواں حضرات نے نعت رسول مقبولؐ اور قصیدہ خواں حضرات نے اپنا اپنا کلام پیش کیا۔

☆☆☆

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ریٹائر ہو گئے

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب میر واعظ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ عسکری کالونی (کچو) گلاب پور شگر مورخہ 24 مارچ 2008ء کو اپنی مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائرڈ ہو گئے۔

ہائی سکول گلاب پور میں ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کے اعزاز میں الوداعی تقریب ہوئی۔ اس تقریب میں کثیر تعداد میں اساتذہ، سرکردگان عوامی نمائندوں، طلباء اور این وائی ایف سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ تقریب کی صدارت پرنسپل سکول ہذا حاجی محمد خان نے کی مہمان خصوصی ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب تھے جبکہ دیگر مہمانوں میں عوامی نمائندوں کی طرف سے علی محمد چیئرمین یونین کونسل گلاب پور اور این وائی ایف دیگر صحافی برادری کی جانب سے اکبر جاوید ابدالی نے خطاب کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ممتاز حسین ہنگوی نے سرانجام دیئے۔

تمام مقررین نے ماسٹر عبدالرحمٰن کی تعلیمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ این وائی ایف کے جوانوں نے اساتذہ اور طلباء کے ہمراہ ہار پہنا کر سکول سے گھر تک پہنچایا تمام طلباء اساتذہ این وائی ایف کے تمام اراکین نے ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اور اہل خانہ کو اس پُرمسرت موقع پر مبارکباد پیش کی اور اس کے ساتھ ہی یہ تقریب اختتام پذیر ہوگئی۔ (رپورٹ: محمد اسلم نوری، نائب صدر، این وائی ایف، و ہادی علی تمنا، جنرل سیکرٹری، این وائی ایف، شگر بلتستان)۔

☆☆☆

یوچنگ ملت سٹوڈنٹس فیڈریشن کے انتخابات

پچھلے دنوں یوچنگ ہاؤس کراچی میں ایک تقریب بسلسلہ ''تقریب حلف برداری'' زیر اہتمام یوچنگ ملت سٹوڈنٹس فیڈریشن منعقد ہوئی جس کی صدارت جناب جابر علی صاحب نے کی جبکہ مہمان خصوصی غلام حسن پیرجی تھے۔

تقریب حلف برداری سے خطاب کرنے والوں میں، غلام مہدی خان ذاکر حسین قمر، غلام مہدی پروانہ، غلام مہدی بتانی اور سخاوت حسین تبسم شامل تھے۔ اس موقع پر غلام محمد خان صاحب، حاجی درویش علی، حاجی غلام محمد، ابوعبداللہ اور عبدالحلیم عرف جزاک اللہ نے بھی شرکت کی۔

تقریب میں تنظیم کی نئی کابینہ برائے سال 2008ء کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔ کابینہ میں ''محمد بشیر نوازی، صدر''، ''ذاکر حسین قمر، جنرل سیکرٹری''، مہدی خانؔ، فنانس سیکرٹری''، ''غلام مرتضیٰ، ایجوکیشن سیکرٹری'' اور ''سخاوت حسین تبسم کو رابطہ سیکرٹری'' منتخب کیا گیا۔

☆☆☆

بلغار خشو میں سہ روزہ اعتکاف

بلغار خشو میں سہ 3 روزہ اعتکاف نشینی کا اہتمام کیا گیا۔ اس اعتکاف کی نگرانی جناب ماسٹر محمد بشیر صاحب اور بابو رستم علی نے کیا۔ اس اعتکاف میں پہلے دن 10 نفری، دوسرے دن 12 نفری اور آخری دن 28 معتکف تھے۔ اس اعتکاف کا آخری دن رات 9:30 سے جلسہ شروع اور 3:30 تک ختم ہوا۔ اور اعتکاف کے اس جلسہ میں قابل دید علمائے کرام شامل تھے اور اس جلسہ کی صدارت جناب میر واعظ، سید محمد شاہ خانقاہ معلی بلغاری نے کیا۔ اور مہمان خصوصی جناب غلام حسن حسو نے کیا اور اس جلسہ میں 15 علمائے کرام شامل تھے۔

علماء کے نام یہ ہیں:

(1) میر واعظ سید محمد شاہ بلغاری، (2) جناب سیّد صادق شاہ بلغاری، (3) حافظ انور علی بلغاری، (4) مولانا نور علی نوری بلغاری خشو، (5) مولانا علی خان بلغاری، (6) مولانا

موسیٰ علی بلغاری، (7) شیخ عبداللہ نوری، (8) مولانا یوسف علی تھلے پرنگوس (9) مولانا محسن علی سرمو، (10) علی محمد محمدی سرمو، (11) مولانا حمید اللہ، (12) مولانا عبد السلام نچلو، (13) مولانا غلام حسن حسو، (14) محمد ابراہیم، (15) مولانا محمد بشیر چیلو اور بہت سے احباب نے قصیدہ پیش کیا۔ احمد علی تھلے چنڈو موسی علی خشو نے بھی اور نعت کلام بھی پیش کیں۔ عنایت علی، محمد صادق صدیقی اور تلاوت کلام پاک مدرس مدرسہ معین الاسلام بلغار محمد ابراہیم خشو نے کی۔

☆☆☆

کرسمہ تھنگ سکردو میں ایک رُوح پرور محفل میلاد

شاہ مردان یُوتھ فیڈریشن صوفیہ نُوربخشیہ نیو حیدر آباد سکردو کے زیرِ اہتمام مسجد شاہ مردان صوفیہ نُوربخشیہ نیو حیدر آباد کرسمہ تھنگ سکردو میں مورخہ 25 مارچ 2008ء بروز منگل بعد از نماز عشاء ایک عظیم الشان جلسہ بسلسلہ ولادت با سعادت حضرت محمد مصطفیٰؐ منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت جناب مولانا محمد افضل صاحب اور مہمان خصوصی جناب مولانا اقبال جاوید صاحب نے کی۔ جبکہ سٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب ماسٹر غلام رسول صاحب فرما رہے تھے۔ اس عظیم الشان جلسے میں سینکڑوں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ جلسے کا آغاز منور علی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں جناب عبدالرحمن صاحب جناب موسیٰ علی صاحب، صوفی شاھد صاحب اور جناب یُوسف علی صاحب نے خاتم النبیینؐ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

اس عظیم الشان جلسے سے جناب مولانا کاچو فدا حسین صاحب، جناب مولانا عبد السلام صاحب، جناب مولانا اقبال جاوید صاحب، جناب مولانا محمد افضل صاحب اور جناب غلام حسین سیف اللہ صاحب نے خطاب فرمایا۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے فرمایا کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰؐ کی آمد بنی نوع انسان کے لئے رحمت ہے۔ آپؐ کی آمد سے انسانیت کو بقا ملی۔ ورنہ عربوں کے دورِ جاہلیت میں بچیوں کو زندہ دفن کرتے تھے۔ آپؐ کے آنے سے اس جاہلانہ رواج کا خاتمہ ہوا۔ آپؐ نے حقوق اللہ حقوق العباد اور حقوق النفس کا درس دیا۔ یہیں سے دینِ اسلام کی خوبیوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپکے آنے سے دورِ جاہلیت کے تمام رسم و رواج کا خاتمہ ہوا اور قانون قرآن وسنت کا آغاز ہوا جو رہتی دنیا تک نافذ العمل رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ نے کسی دُشمن کے بھی بددعا نہیں کی۔ بلکہ فرمایا: اے اللہ ان کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے ہیں۔

مقررین نے کہا کہ اولیاء کرام اور صوفیاء کرام نے امن و محبت کا پیغام لے کر دُنیا کے کونے کونے تک پیدل سفر کیا اور دینِ اسلام کی تبلیغ کی خصوصاً برصغیر پاک و ہند اور وسط ایشیائی ریاستوں میں آج کروڑوں مسلمان بستے ہیں۔ یہ سارے اُن اولیاء کرام کے مرہون منت ہے۔ جن کی کرامات سے یہ سارے علاقے کلمۂ اللہ سے گونج اٹھتے ہیں۔ ان میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور ان کے مریدین اور شاہ سید محمد نور بخشؒ اور ان کے مرید نے کشمیر اور تبت خورد میں دینِ اسلام کی آبیاری کی اور پورے علاقے کو بدھ مت سے دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ انہی کی مرہون منت سے آج ہم سب مسلمان ہیں۔

مقررین نے فرمایا کہ حضورؐ کی سُنت پر مکمل عمل پیرا نہیں ہونے کی وجہ سے آج ہم مسلمان دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ عشق مصطفیٰؐ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سنتِ رسولؐ پر مکمل عمل کریں جو لوگ سُنت رسول اللہ کو چھوڑ کر محبت رسول کا دعویدار ہیں وہ دراصل حضورؐ سے کوسوں دور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ سنت رسولؐ اور محبت اہلِ بیت ایمان کا لازمی جز ہے۔ اس پر عمل پیرا رہنا نجات کا ذریعہ ہے۔

علماء نے حضورؐ کے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر سخت الفاظ میں مزمت کی اور تمام مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ اپنی صفوں میں مکمل اتفاق واتحاد پیدا کر کے منظم انداز میں ان کافروں کے خلاف احتجاج کیا جائے۔

آخر میں مولانا غلام حسین سیف اللہ صاحب نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ بالخصوص اہالیانِ صوفیہ نوربخشیہ نیو حیدر آباد (کھلاتوق) کا جنہوں نے اپنی مدد آپ کے تحت یہ شاندار تین منزلہ مسجد تعمیر کیا۔ اس کے سب سے اُوپر والی منزل میں مدرسہ ''شاہ مردان'' زیرِ تعمیر ہیں۔ جبکہ دو منزل کسی بیرونی امداد کے بغیر شاندار انداز میں تعمیر ہو چکی ہے۔ سب سے نچلی منزل میں پیغمبر اسلام خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ولادت کے دن آج یہ پہلا جلسہ ہو رہا ہے۔

پاکستان کی سلامتی افواجِ پاکستان اور تمام مسلمانوں کے لئے خصوصی دُعائیہ کلمات کے ساتھ رُوح پرور محفل میلاد اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: شبیر حسین تھلوی اینڈ محمد باقر کوروی)

☆☆☆

امیر آباد چھوربٹ میں محافل محرم الحرام

حسب سابق اس سال بھی موضع امیر آباد چھوربٹ میں مختلف مقامات پر حضرت امام حسینؑ اور ان کے جانثار باوفا شہدا علیہم السلام کی یاد میں محافل کا انعقاد کیا گیا۔ اس سلسلے کی سب سے بڑی محفل خانقاہ معلیٰ امیر آباد میں ہوئی

ان محفل عزاؤں سے معروف عالم دین خطیب و پیش امام جامع مسجد امیر آباد مولوی محمد یوسف اور پیش امام امیر کبیر مسجد امیر آباد حاجی عبد اللہ نے فلسفہ شہادت امام عالی مقامؑ اور ان کے عظیم باوفا رفقاء کار کی عظیم قُربانیوں پر اپنی پُر اثر آواز میں روشنی ڈالی۔ انہوں نے سیرت زینبؑ کو خواتین کے لئے مشعل راہ قرار دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ امام عالی مقامؑ نے آمریت کے سامنے کلمہ حق کو بلند کیا۔ اور قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ آپؑ نے بربریت کے ظالموں سے سمجھوتہ کرتے تو آج اسلام میں موروثیت کا سلسلہ چل پڑتا۔ آپؑ نے حق کے بقاء کے لئے جو عظیم قربانیاں پیش کیں وہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔

انہوں نے مزید کہا کہ امام حسینؑ کسی خاص مسلک کے امام نہیں ہیں۔ آپ تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ آپؑ نے جو عظیم قربانی کربلا کی تپتی ریت پر تین دن بھوکے پیاسے رہ کر دی تھی وہ عالم اسلام کی سربلندی اور ظالموں کی سرنگوں کے لئے تھی۔ آپ تمام مسالک کے لئے یکساں قابلِ احترام ہیں۔

محافلوں کے آخر میں مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی، مسلک حقہ کی سربلندی، مسلم امہ کی یکجہتی کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ (رپورٹ: گلزار حسین نمائندہ چھوربٹ)

☆☆☆

بونجی پاسنگ آؤٹ پریڈ امیر آباد کے نوجوان کو خصوصی انعام دیا گیا

این ایل آئی سنٹر بونجی میں ناردرن ایریا سکاؤٹس کے پانچویں بیچ کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر منعقدہ خصوصی تقریب میں امیر آباد سے تعلق رکھنے والے باصلاحیت نوجوان ریکروٹ غلام علی دوران تربیت پورے سنٹر میں تعلیم میں بہترین کارکردگی پر فورس کمانڈر ناردرن ایریا میجر جنرل مزمل حسین نے خصوصی انعام سے نوازا۔ اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر ان کی تعریف کی۔ (رپورٹ: امیر آباد سے گلزار حسین نمائندہ نوائے صوفیہ)

☆☆☆

گلاب پور شگر میں مجالس امام حسینؑ کی رُوداد

حسب سابق سال بھی گلاب پور شگر میں مختلف مقامات پر حضرت امام حسینؑ اور دیگر شہدائے اسلامؑ کی یاد میں محافل کا انعقاد کیا گیا۔ اس سلسلے میں خانقاہ معلی صوفیہ نور بخشیہ گلاب پور شگر میں سید نواز حسین صاحب نے خطاب فرمایا اور سامعین کو سیرت حسینؑ اور سیرت زینبؑ کا درس دیا۔ گلشن تصوف (کچو) کی مجلس سے مفتی اعظم جناب علی محمد ہادی صاحب نے خطاب فرمایا۔ یکم سے تیرہویں محرم الحرام تک ان مجالس میں مفتی صاحب نے امام عالی مقامؑ اور ان کے رفقاء کی شہادت کے واقعات فلسفہ شہادت اور ہماری ذمہ داریوں کو بہترین انداز میں پیش فرمایا۔ اور شب عاشر کو خانقاہ معلی صوفیہ نور بخشیہ میں رات ساڑھے 10 بجے مجلس حسینؑ شروع ہوئی۔ رات کو 3 حصوں میں بانٹ دیا گیا۔ پہلا حصہ میں نوجوان قاری امیر حمزہ نے تلاوت قرآن پیش کی اور نماز تسبیح و نوافل وغیرہ پڑھے۔ دوسرے حصے میں ذکر کی محفل شروع ہوئی اور تیسرے حصے میں مفتی اعظم صاحب نے سانحہ کربلا کے واقعات پیش کئے اور آخر میں ذکر حسینیؑ شروع ہوئی۔ اس سے پہلے کبھی بھی اس طرح کا ذکر نہیں ہوا۔ یہ پہلا موقع تھا۔

اس طرح رات 2 بج کر 40 منٹ پر یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ محلہ خارابر کا یو چھوک کی مساجد میں منعقدہ محفل سے مولانا محمد اسماعیل صاحب نے خطاب کیا اور فلسفۂ شہادت بیان فرمایا۔ غازی آباد جامع مسجد میں مولانا عبد الرحمٰن صاحب نے صوفی آباد اور چنڈو میں مولانا محمد اقبال صاحب نے، نہالی میں سید الیاس صاحب نے شگر خانقاہ معلی صوفیہ نور بخشیہ میں میر واعظ سید محمد عراقی صاحب نے فلسفہ شہادت پیش کیا۔ اور الچوڑی میں بوا شریف صاحب نے ہمدردی میں شعلہ بیان مقرر جناب ماسٹر اسحاق صاحب نے خوریڈسن آباد میں مولانا عبدالسلام نے محرم الحرام کی مجالس سے خطاب فرمایا۔

تیرہویں تاریخ کو خانقاہ معلی صوفیہ نور بخشیہ گلاب پور میں ایک عظیم الشان مجلس ہوئی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے سانحہ کربلا کے واقعات اور اس کے فلسفہ پر مدلل بیان فرمایا اور لوگوں کو سیرت حسینؑ پر عمل کر کے حقیقی معنوں میں دوستداری کا ثبوت پیش کرنے کی تلقین کی۔ آخر میں دعائیہ کلمات سے مجلس محرم اختتام پذیر ہوئی۔ (رپورٹر: ہادی علی تمنا، شگری گلاب پور)

☆☆☆

جھوٹا مدعی غلام محمد ملک سے فرار ہو گیا

اہلِ نوربخشیہ کی 25 اہم معزز شخصیات اور مذہبی اسکالرز کے خلاف بے بنیاد اور جھوٹا مقدمہ دائر کرنے والا جھوٹا شخص محمد علی ولد غلام مہدی جو کہ فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے لئے غلام رضا (ملازم FIA) مقیم محمود آباد کے اشارے پر تیار رہتا تھا۔ پولیس کی گرفتاری سے بچنے کے لئے دبئی بھاگ گیا ہے۔ یاد رہے غلام رضا جو کہ FIA کا ملازم ہے اُس کے کہنے پر محمد علی نامی شخص نے فرقہ واریت پھیلانے کے لئے متعدد کارروائیاں کی ہیں جن میں گلگت میں مذہبی فسادات پیدا کرنے کے لئے وہاں کے اہم سرکاری افسروں اور دیگر مذہبی شخصیات کے نام خطوط لکھ کر اور اہل نوربخشیہ کو اہل تشیع سے لڑانے کے لئے اہل نوربخشیہ کی 25 اہم شخصیات کے خلاف تھانہ ڈیفنس کراچی میں ایک جھوٹی اور من گھڑت FIR درج کرائی جس میں 25 بے گناہ افراد کے نام درج کئے گئے اور پاکستان کوسٹ گارڈ کے ایک بنگلہ کو رہائش گاہ ظاہر کیا گیا جب تحقیقات ہوئی تو پتہ چلا کہ مذکورہ جگہ مدعی کی رہائش گاہ نہیں تھی بلکہ پاکستان کوسٹ گارڈ کا بنگلہ تھا جس میں ایک میجر رہائش پذیر تھا جہاں یہ واقعہ ہوا ہی نہیں تھا جس کی وجہ سے تفتیش کا رُخ بدل گیا اور گرفتاری کے خوف سے غلام محمد ملک سے باہر فرار ہو گیا اور جن لوگوں کو گواہ کے طور پر نامزد کیا گیا تھا۔ انہوں نے واقعہ کو غلام رضا کا شاخسانہ قرار دیا آخر کار لیگل کمیٹی نوربخشیہ کے چیئرمین غلام محمد خان اور دیگر 25 بے گناہ لوگوں سے معافی مانگی ہے جس کی وجہ سے فرقہ واریت پھیلانے والا یہ گروہ بے نقاب ہو گیا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سے قبل اس گینگ کے ارکان نے گلگت بلتستان میں فرقہ واریت پھیلانے کے لئے کراچی سے متعدد گمنام پمفلٹ مختلف اداروں کو بھیجے اور انہی لوگوں کے تیار کردہ پمفلٹ جس پر لیگل کمیٹی نوربخشی کا نام شائع کر کے گلگت بلتستان کے سرکاری افسروں اور اہم شخصیات کو ارسال کئے اس میں اہم مذہبی و سیاسی شخصیات کے ناموں کے ساتھ نازیبہ اور ناشائستہ الفاظ استعمال کئے گئے تھے تاکہ اہل تشیع کے لوگ زیادہ سے زیادہ مشتعل ہو کر اہل صوفیہ نوربخشیہ پر تشدد کیا جاسکے۔

اس سلسلے میں انہوں نے مرحوم آغا ضیاء الدین نامور سیاست دان وسابق ڈپٹی چیف فدا محمد نشاد صاحب اور موجودہ اہم شخصیات کے ناموں کو استعمال کیا تھا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے اِن اہم شخصیات کی دور اندیشی کی وجہ سے گلگت بلتستان میں مذہبی تصادم ہونے سے بچ گیا۔ لہٰذا سرکاری حکام اہل تشیع اور اہل نوربخشیہ کے دانشوروں کو اس سلسلے میں نوٹس لینا چاہتے تاکہ فرقہ واریت کو ہوا دینے والے ایسے عناصر اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوسکیں۔

☆☆☆

کیس خارج کر دیا گیا

کراچی محمود آباد کے علاقے لیاقت اشرف کالونی میں اکثر و بیشتر فرقہ واریت پھیلانے والے عناصر سرگرم رہتے ہیں جس کی وجہ سے اس علاقہ میں اکثر کشیدگی پانے جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

گزشتہ دنوں انہی لوگوں نے ایک شخص محمد علی ولد غلام مہدی کو فرقہ واریت پھیلانے کے لئے استعمال کیا

گیا۔ انہوں نے 25 اہم شخصیات کے خلاف ایک بے بنیاد اور بدنیتی پر مبنی جھوٹی FIR ڈیفنس تھانہ میں درج کرا دی تاکہ اہل تشیع اور اہل نوربخشیہ میں تصادم پیدا کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں مدعی نے جن شخصیات کو بطور گواہ کے پیش کیا ان میں سے ایک کا نام سید محمد عسکری رضوی جبکہ دوسرے کا نام شیخ اسماعیل تھا دونوں بلتی برادری سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے انکشاف کیا کہ انہیں غلام رضا اور ٹرسٹ کے عہدیداروں اور اُن کے ساتھیوں نے استعمال کیا ہے۔ اس سلسلے میں پولیس کی تفتیش سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ FIR دو فرقوں کے درمیان تصادم اور نفرت پھیلانے کے لئے درج کرائی گئی تھی۔

یہ FIR جھوٹی اور بے بنیاد ہونے کی بناء پر مدعی اس کیس کی پیروی بھی نہیں کرسکا۔ یوں یہ کیس ختم ہوگیا جبکہ حقیقت سے اِس کا کوئی تعلق بھی نہ تھا اسی بناء پر عدالت نے اس کیس کو خارج کردیا۔

مدعی کے ایک گواہ سید محمد عسکری رضوی ولد سید فتح علی شاہ نے اشٹام پیپر پر ''معافی نامہ'' کی یہ تحریر لکھ کر دی ہے جسے عدالت میں پیش کیا گیا۔

معافی نامہ

میں سید محمد عسکری رضوی اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ تھانہ ڈیفنس میں ایک جھوٹی FIR درج کرانے کے سلسلے میں ''غلام رضا اور محمد علی نے تھانہ میں مجھے بے خبری میں جھوٹی گواہی دینے کے لئے لے جایا گیا حالانکہ میں ان 25 افراد کو نہ جانتا ہوں اور نہ میں نے انہیں کبھی دیکھا ہے لہذا میں خدا کے حضور بوسیلہ محمدؐ و آل محمدؐ دعا گو ہوں کہ مجھے معاف کریں اور جن 25 افراد کو میرے حوالے سے جو دُکھ ہوا ہے۔ تہہ دل سے معافی چاہتا ہوں۔''

دستخط شدہ

سید محمد عسکری رضوی،

ولد سید فتح علی شاہ مقیم کراچی

☆☆☆

لیگل کمیٹی نوربخشیہ کراچی اور ٹرسٹ کمیٹی و انجمن کے مابین ایک سال سے جاری مصالحتی کوششیں ایک بار پھر ناکام ہوگئیں

تفصیلات کے مطابق کراچی میں تقریباً ایک سال سے نوربخشی لیگل کمیٹی اور ٹرسٹ کمیٹی کے مابین چند ثالثین کی جانب سے مصالحتی کوششیں ہو رہی تھیں جس کے لئے جناب حاجی محمد یوسف صاحب اور جناب محمد حسین صاحب عسکری گوند کو ثالثی کے لئے متفقہ طور پر نامزد کیا گیا اور کئی اجلاسوں کے بعد نوربخشی لیگل کمیٹی اور ٹرسٹ کی انتظامیہ اور انجمن کے نامزد کردہ اراکین نے کمیٹی کی سفارشات کو منظور کر کے مورخہ 2 مئی 2007ء کے اجلاس میں پیش کیا گیا اور انجمن فلاح و بہبود کے اس وقت کے صدر غلام رضا نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر حلفاً اقرار کیا کہ آئندہ کسی قسم کی انتقامی کارروائی سے گریز کیا جائے گا اور مفاہمتی عمل کو آگے بڑھائیں گے مگر اراکین کو حیرت اس وقت ہوئی کہ اُس دن غلام رضا اور اُن کی ساتھیوں نے تھانہ ڈیفنس میں ایک جعلی، بے بنیاد، مَن گھڑت اور بدنیتی پر مبنی FIR درج کرائی اور یہ FIR اہل نوربخشیہ کی 25 اہم شخصیات اور علماء کرام کے خلاف تھی جبکہ

ان 25 بے گناہ افراد کے علم میں بھی نہیں تھا کہ اُن کے خلاف کراچی میں ایک جھوٹی FIR درج کرا دی گئی ہے۔ نوربخشی لیگل کمیٹی نے اِن خلاف ورزیوں کے باوجود دینی مفاد اور یکجہتی کی خاطر مصالحتی کمیٹی سے تعاون جاری رکھا اور اس سلسلے میں مورخہ 27 مئی 2007ء کو ایک اہم میٹنگ ثالث حاجی محمد یوسف کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی اس میں لیگل کمیٹی کے چار نمائندوں اور انجمن فلاح و بہبود ٹرسٹ کے پانچ نمائندوں کے علاوہ ثالثی کمیٹی کے ممبران شامل ہوئے اس اجلاس میں تمام نکات پر اتفاق ہونے کے بعد تمام اراکین نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یہ عہد کیا کہ جن نکات پر اتفاق ہوا ہے اس پر سختی سے کاربند رہیں گے اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ ارکان سے حلف معروف عالم دین حاجی محمد علی شبیری ایڈووکیٹ نے لیا۔ اس موقع پر یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ چونکہ غلام رضا کے کہنے پر ایک غیر نوربخشی شخص نے اہل تشیع اور اہل نوربخشیہ کو لڑانے کے لئے 25 لوگوں کے خلاف بدنیتی سے ایک جھوٹی FIR درج کرائی ہے۔ لہٰذا اس شخص کو سب کے سامنے پیش کیا جائے گا تاکہ مزید حقائق کا پتہ چل سکے مگر وعدہ کے باوجود اسے پیش نہیں کیا گیا۔ اس اجلاس میں یہ بھی فیصلہ ہوا تھا چونکہ تمام نکات پر اتفاق ہوا ہے۔ لہٰذا ٹرسٹ کیس کو ختم کرنے کے لئے 29 مئی کو سماعت کے موقع پر ٹرسٹ ختم کرنے کا اعلان کریں گے مگر ٹرسٹ والوں نے ملی بھگت سے اس دن وکیل ہی نہیں لایا جس کی وجہ سے معاملہ جوں کا توں رہ گیا اور قرآن پر حلف لے کر مُکر گیا۔

ثالث حضرات نے 5 جولائی 2007ء ایک بار پھر اجلاس بلایا گیا کہ 7 جولائی 2007ء کو ٹرسٹ کو ختم کرنے کے لئے سماعت کے موقع پر دونوں فریقین کے وکلاء ہر حالت میں عدالت میں پیش ہوں گے مگر اُس دن ٹرسٹ والوں نے وکیل کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ وہ صلح کرنا نہیں چاہتے اس پیغام کے باوجود ثالث حضرات نے اپنی کوششیں ترک نہیں کیں اور اگست کے مہینہ میں دونوں فریقین کی جانب سے 12 رُکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں دونوں جانب سے کمیٹی کے ممبران کو یہ اختیار دیا گیا کہ جن نکات پر قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر دونوں فریقین نے اتفاق کیا تھا یہ بارہ رکنی کمیٹی ان نکات پر عمل درآمد کرائے گی مگر اس کمیٹی کو ٹرسٹ والوں نے پہلے سے طے شدہ نکات سے ہٹ کر نئے مطالبات پیش کئے گئے تاکہ کسی طرح سے بھی صلح نہ ہو اور قوم دو حصوں میں بٹی رہے اور مفاد پرست عناصر اس سے فائدے حاصل کرتے رہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان لوگوں میں یہ بدنیتی صاف نظر آرہی تھی کہ قرآن پاک پر حلف لے کر بھی وقتی صلح کریں گے (جس طرح کریس، بلغار اور پچھن نچلو میں کیا تھا) لیکن عدالت میں جا کر ٹرسٹ کو ختم کرنے اور مفاہمت کو آگے بڑھانے سے خوف زدہ نظر آتے تھے کہ کہیں یہ مستقل مفاہمت اختیار نہ کر جائیں۔ بدنیتی سے مذاکرات میں شامل ہونے والے ایسے مفاد پرست عناصر کی وجہ سے قومی مصالحتی کوششیں اب تک بار آور ثابت نہیں ہوسکیں ہیں۔ قرآن پاک پر متعدد بار حلف لینے کے بعد مُکر جانے کے عمل سے اِن کے اعتقاد کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ قومی المیہ ہے۔ لیگل کمیٹی نوربخشیہ دینی مفاد میں اس بات پر اب بھی قائم ہے کہ جن نکات پر فریقین نے اتفاق کر کے قرآن پاک پر حلف لیا تھا اور 22 افراد کے دستخط موجود ہیں اس پر اب بھی عمل کرنے

کے لئے تیار ہے کیونکہ قومی مفاد پر کس قسم کی سودا بازی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لیگل کمیٹی ثالث حضرات کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے دینی اتفاق و اتحاد کی خاطر نجی مصروفیات کو چھوڑ کر اس کے لئے وقت نکالا۔

لیگل کمیٹی نوربخشیہ

کراچی پاکستان

☆☆☆

این وائی ایف (NYF)
کے انتخابات

گزشتہ دنوں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اسلام آباد کے انتخابات ہوئے جس میں کثیر تعداد میں طلباء برادری نے شرکت کی۔ اس موقع پر مختلف تجاویز پر غور و خوض کیا گیا اور متعدد فیصلے کیے گئے ان میں طلباء کے لئے ہوسٹل کا مسئلہ سرفہرست تھا اس موقع پر NYF کی کابینہ کے انتخابات بھی عمل میں لائے گئے جس کے لئے درج ذیل عہدوں کو منتخب کیا گیا۔

صدر: .... مہدی علی ربانی

نائب صدر: .... دلشاد علی حیدری

سیکرٹری: .... نور علی بلغاری

سیکرٹری انفارمیشن: .... شفاعت علی

اسسٹنٹ سیکرٹری انفارمیشن: .... عابدین

سیکرٹری فنانس: .... کفایت حسین

اسسٹنٹ سیکرٹری فنانس: .... دانیال محمود

آفس سیکریٹری .... سجاد حسین

☆☆☆

الحاج صوبیدار محمد اسماعیل تھلوی انتقال کر گئے

گزشتہ دنوں صوبیدار محمد اسماعیل تھلوی مختصر علالت کے بعد سکردو میں انتقال کر گئے۔ مرحوم حاجی صاحب عطاء اللہ تھلوی این۔وائی۔ایف اور انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو کے سرگرم رکن کے والد محترم اور عرصہ 20 سال سے سکردو میں مقیم تھے اس دوران انہوں نے مسلک حقہ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں ان میں نوربخشی برادری کے لئے قبرستان کے لئے جگہ کا وقف کیا جانا خاص کر قابلِ ذکر ہے۔ علاوہ ازیں مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ ادارہ اور اس کے متعلقہ تمام جملہ اراکین دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین اور خصوصاً جناب عطاء اللہ صاحب کو یہ صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ، ہمت اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) ادارہ نوائے صوفیہ اس غم میں آپ سب کا برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ نوائے صوفیہ و تمام جملہ اراکین)

☆☆☆

معروف سماجی و مذہبی شخصیت
محمد جان صاحب انتقال کر گئے

مشہ برم تھگس کے معروف سماجی و مذہبی شخصیت محمد جان صاحب گزشتہ دنوں انتقال کر گئے مرحوم انتہائی نیک، پرہیزگار اور سماجی و مذہبی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش ہوتے تھے۔ مرحوم کا شمار تھگس کی نامور شخصیات میں ہوتا تھا۔ وہ 1972ء سے تھگس کے سرکردہ افراد میں جانے جاتے تھے

اور تمام علاقائی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم کی وفات سے ایک خلاء پیدا ہوا ہے جسے برسوں محسوس کیا جائے گا۔ آگاہ رہے مرحوم اسلام آباد میں مقیم صوفی موسیٰ تھکس صاحب کے والد گرامی تھے۔ ادارہ و جملہ اراکین نوائے صوفیہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعاگو ہے کہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور تمام عزیز و رشتہ داروں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے۔ ادارہ اور جملہ اراکین نوائے صوفیہ آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

(ادارہ نوائے صوفیہ)

☆☆☆

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے زیرِ اہتمام ہاسٹل کا افتتاح

مورخہ 25 مئی 2008ء کو NYF اسلام آباد کے زیرِ اہتمام راولپنڈی اور اسلام آباد کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طلباء کے لئے پنڈروہ کے مقام پر ہاسٹل کے لئے ایک کوٹھی ہائر کر لی گئی ہے جو کہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے سنگم پر واقع ہے۔ افتتاحی تقریب کے موقع پر معززین شہر اور طلباء برادری کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس تقریب کی صدارت جی۔ ایچ۔ معروفی نے کی جبکہ مہمانِ خصوصی کے طور پر انجمن محمدیہ کے صدر فاچو محمد امین صاحب تھے۔ اس موقع پر NYF کے صدر مہدی علی ربانی، جنرل سیکرٹری نور علی بلغاری، فنانس سیکرٹری کفایت حسین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ NYF نے طلباء برادری کی دیرینہ ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قدم اٹھایا ہے اس سے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ اس موقع پر یوتھ کے صدر نے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ہاسٹل کے قیام میں مالی تعاون کیا۔ نور علی جنرل سیکرٹری نے مہمانوں کو خوش آمدید کیا۔ انہوں نے یوتھ کے مقاصد اور کابینہ کا تعارف کرایا۔ فنانس سیکرٹری کفایت حسین نے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ہوسٹل ہائر کرانے کے لئے قرضہ حسنہ اور ڈونیشنز دیئے۔

اس موقع پر غلام حسن شگری نے یوتھ کے تمام ممبران کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ ہاسٹل میں قیام کرنے والے طلباء نئے آنے والے طلباء کے لئے رہنمائی کا کردار ادا کریں گے تاکہ تعلیم کے شعبہ میں آسانیاں پیدا ہوں۔ مہمانِ خصوصی فاچو محمد امین نے کہا نوربخشی طلباء محبت اور اخوت کا جذبہ لے کر آگے بڑھیں تو اتفاق و اتحاد کی نئی راہیں ہموار ہوں گی۔ NYF کراچی کے سابق صدر محمد خان نے اس ہاسٹل کو قوم کے لئے سنگِ میل قرار دیا۔ انہوں نے کہا ماضی میں NYF کراچی پر بعض عناصر نے غیرضروری پابندیاں عائد کر کے اسے ختم کرنے کی کوشش کی تاکہ ان کا مستقبل تاریک ہو۔ انہوں نے کہا جب تک معاشی حالات درست نہیں ہوں گے خودداری اور عزت نفس کو بچانا مشکل ہوتا ہے جس کے لئے کوشش کرنی چاہئے آخر میں انہوں نے یکجا ہو کر کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ حوالدار ابراہیم صاحب نے کہا ہمیں ہر قسم کے اختلافات بھلا کر یکجہتی کا اظہار کرنا چاہئے جس کے لئے تعاون کیا جائے گا۔ غلام مہدی بیگو نے ہاسٹل کے قیام پر منتظمین کو مبارکباد دی۔ انہوں نے حاضرین پر زور دیا کہ وہ بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے افہام و تفہیم کے

ساتھ زندگی گزارنے پر توجہ دیں۔ محمد الیاس صاحب نے ہاسٹل کے قیام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہاسٹل کی ضرورت بہت پہلے سے محسوس کی جا رہی تھی جسے NYF نے پورا کر دیا۔

NYF کے سابق مرکزی رہنما لیفٹیننٹ ذاکر حسین نے طلباء برادری کو منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انجمن فلاح و بہبود علی پور اسلام آباد کے صدر محمد علی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دُنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم کا سیکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر تعلیم نامکمل تصور کی جاتی ہے۔ انہوں نے نوجوان نسل پر زور دیا کہ وہ گروہ بندیوں میں پڑے عوام کو یکجا کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

اس موقع پر صدر محفل جی۔ ایچ معروفی نے تقریر کا آغاز علامہ محمد اقبال صاحب کے اس شعر سے کیا:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

انہوں نے NYF کے نوجوانوں کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ دُنیا میں ہر شخص کو مختلف اوقات میں اپنے جوہر دکھانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ کچھ لوگ اپنے ذاتی مفاد کے لئے کام کر کے چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے اسے کوئی نہیں جانتا۔ کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ذات کے علاوہ معاشرتی، مذہبی اور فلاحی کام کر کے مشہور و معروف ہونے کے ساتھ آنے والی نسلوں کے لئے رہنمائی کا باعث بنتے ہیں ایسے لوگ دُنیا سے گزر جانے کے بعد بھی نسل در نسل یاد رکھے جاتے ہیں۔

کابینہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور آج ماشاء اللہ طلباء کو اس بہترین بلڈنگ میں رہائش کا موقع ملا ہے جس کے لئے NYF کے تمام عہدیدار مبارکباد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہوسٹل میں قیام کرنے والے طلباء کی رہنمائی کے لئے قواعد و ضوابط اور ہاسٹل میں قیام کرنے والے طلباء میں انگریزی زبان کا رواج اور دیگر زبانوں پر پابندی عائد کرنے کی ضرورت پر زور دیا تا کہ مقابلہ کے اس دور میں کامیابی یقینی ہو سکے۔ انہوں نے کہا NYF کا کام اس جڑواں شہر میں زیرِ تعلیم طلباء کے لئے مدد کرنا اور نئے آنے والے طلباء کے لئے کالجوں، یونیورسٹیوں میں داخلہ کے لئے رہنمائی اور مدد کرنا ہے۔ معروفی صاحب نے کہا ہوسٹل میں قیام کرنے والے طلباء نظم و ضبط کا خاص خیال رکھیں، گروہ بندی، علاقہ پرستی اور نسلی تعصبات سے بالاتر ہو کر بھائیوں کی طرح رہیں۔ انہوں نے طلباء پر زور دیا کہ وہ ہر کالج، یونیورسٹی اور اچھے تعلیمی اداروں کے پراسپیکٹس اس ہاسٹل میں لا کر رکھیں تا کہ داخلہ لیتے وقت طلباء کے لئے یہ مفید ثابت ہوں۔ آخر میں انہوں نے تمام طلباء پر زور دیا کہ وہ انگریزی زبان پر مہارت حاصل کرنے کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ انگریزی زبان میں مباحثہ اور تقریر کا سلسلہ شروع کریں۔ جلسہ کے اختتام پر مولانا محمد انور نے کامیابی اور کامرانی اور اتفاق و اتحاد کے لئے دعا کی۔ اس موقع پر انہوں نے ہاسٹل میں رہائش پذیر طلباء کے لئے چند ضروری مذہبی کتابیں بطور عطیہ دینے کا اعلان کیا۔ آخر میں ہوسٹل کی گورننگ کونسل کا اعلان کیا گیا اور ان سے حلف لیا گیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(1) جی ایچ معروفی، .... چیئرمین گورننگ کونسل

(2) دولت علی تھلوی، .... ممبر

(3) غلام حسن شگری، .... ممبر

(4) سجاد علی، علی پور، .... ممبر

(5) حوالدار محمد ابراہیم سرموں، .... ممبر

(6) صوفی عبداللہ چھوربٹ، .... ممبر

☆☆☆

قارئین کے خطوط

☆ محترم ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم۔ سید العارفین لائبریری کے لئے رسالہ نہیں ہے۔ میرا خریداری نمبر 757 ہے اگر چندہ میعاد ختم ہوا ہے تو ارسال کروں گا۔ ہمارے چند دوستوں کا فرمان ہے کہ ڈاکٹر غازی نعیم صاحب جو اس احیائے تصوف کا بانی تھا۔ اُس کا مضمون کم آتا ہے۔ کیا وجہ ہے۔ رسالہ کی تعداد دس عدد کافی ہے۔ یہی رسالہ جمعہ کے دن ختم ہوتا ہے۔

☆ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ گلستان تصوف کا خوبصورت پھول نوائے صوفیہ کا ہر شمارہ نہایت ہی عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ نوائے صوفیہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی صحیح ترجمانی کر رہا ہے۔ (عاشق حسین سحر کھوی، طالب علم ڈگری کالج سکردو)

☆ صد قابلِ احترام علامہ صاحب! تمام تر نیک تمناؤں اور دُعاؤں کے بعد عرض ہے کہ بندہ ''نوائے صوفیہ'' کا مستقل قاری ہے۔ معیاری مضامین کی مسلسل اشاعت پر پوری ٹیم مبارکباد کے مستحق ہے۔ غلام حسن حسنو صاحب کا ''محسنین نوربخشیہ'' اور علامہ صاحب کا ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ کافی معلوماتی بھی ہوتے ہیں۔ ایک مضمون پیش خدمت ہے۔ اگر قابل اشاعت ہے تو شائع کروا کر حوصلہ افزائی فرمائیے۔ (محمد علی، فیضان ہاسٹل کراچی)

☆ ''خدا نوائے صوفیہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرما، اور مدیر صاحب کی عمر دراز فرما۔ آمین! بعد از دعاء نوائے صوفیہ کی شان و شوکت ہمارے مذہب میں ایسی ہے جیسے آسمان کے ستاروں پر چاند کی۔ یعنی جس طرح ستاروں کے درمیان چاند بہت روشن اور نمایاں نظر آتا ہے اُسی طرح ہمارے درمیان نوائے صوفیہ۔ یہ مذہب حقہ کی بالکل واضح ترجمانی کرتا ہے۔ (محمد اسلم اسد تھلے چنڈو)

☆ رسالہ نوائے صوفیہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ معروفی صاحب آپ نے واضح طور پر ملت نوربخشیہ کا دل جیت لیا ہے اور نوائے صوفیہ ایک ہدایت ہے۔ ملت صوفیہ نوربخشیہ کو ایسے ہونہار نوجوان قیادت اور حوصلہ افزاء افراد کی اشد ضرورت تھی۔ آپ نے اس رسالے کے ذریعے لوگوں کو حقیقی راہ پر گامزن کیا اور انبیاء عظام، کتاب وسنت اور اہلبیت کرامؑ کی تعلیمات کی صحیح ترجمانی کر کے بہت بڑا نیک کام کیا۔ نوائے صوفیہ کے مطالعے سے دل مطمئن ہوتا ہے۔ خاص طور پر مجموعہ شریعت محمدیہ بہت زیادہ پسند آیا۔ (امان اللہ بلغاری، گیٹ وے کالج ایبٹ آباد)

☆ جب سے میں نے عسکری زندگی میں قدم رکھا ہے۔ نوائے صوفیہ بہت شوق سے پڑھتا ہوں یہ جریدہ مذہبی اور اخلاقی طور پر ہر ایک انسان کے اندر مذہبی شعور و آگاہی پیدا کرنے کا واحد ذریعہ ہے اور آج کل کے اس مشکل دور میں

یہ ہمارے لئے آسمانی تحفے سے کم نہیں ہے۔ (فقط نائیک غلام نبی براہ بروفیہ)

☆ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں اور جب بھی کوئی نیا شمارہ آتا ہے تو خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ رسالے کی تعریف کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں۔ بہت معیاری میگزین ہے۔ (سپاہی اعجاز حسین نوری)

☆ میں نوائے صوفیہ کی ایک خاموش اور پرانا قاریہ ہوں۔ نوائے صوفیہ نوربخشیوں کے لئے ایک بہت ہی اچھا مشعلِ راہ ہے۔ نوائے صوفیہ کا ہر مضمون مجھے پسند ہے۔ خاص طور پر احسان دانش اور باقی شاعروں کا نوربخشی ترانہ اور بلتی نظم وغیرہ بہت ہی اچھی لگتی ہیں۔ آئیندہ بھی ایسی نظمیں، ترانے وغیرہ شامل کریں۔ تاکہ بچے دینی مدرسوں اور جلسہ کے موقع پر ذوق وشوق سے حصہ لیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوائے صوفیہ کو دن دوگنی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین! (شریفہ بتول چلو باپی، مدرسہ شاہ ہمدان برائے خواتین سکردو)

☆ نوائے صوفیہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے۔ ایک شمارے کے بعد شدت سے دوسرے شمارے کا انتظار کرتا ہوں۔ نوائے صوفیہ کی اہمیت نہ صرف بقائے ملت نوربخشیہ کے لئے مسلم ہے بلکہ گلشن تصوف کی بالیدگی کے لئے بھی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ جریدہ عالم تصوف کا درخشندہ ستارہ اور ملت نوربخشیہ کا واحد ترجمان ہے۔

فنڈز کی کمی کے باعث رسالے کی اشاعت میں تعطل کی خبر سُن کر بہت دُکھ ہوا۔ میری ایسے غیر ذمہ دارانہ نا دہندگان اور نمائندہ حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اس غیر ذمہ دارانہ روش کو ترک کر کے واجبات کو فوری ادا کرنے کی کوشش کریں تاکہ تصوف کا یہ واحد ترجمان دوبارہ سے ماہانہ وار شائع کرنا ممکن ہو سکے۔

کارکنان نوائے صوفیہ اور علامہ بشیر صاحب اور معروفی صاحب کی کوششیں ناقابلِ فراموش ہیں۔ اللہ انہیں مزید خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور اُن کی قلمی استعداد میں مذید اضافہ کریں۔ آمین ثم آمین! (گلزار حسین قائد ملت پبلک سکول، امیر آباد چھوربٹ)

☆ پچھلے مہینے کا شمارہ نمبر 97 پڑھنے کو ملا۔ پڑھ کر دل کو سکون حاصل ہوا۔ تمام مضامین معیاری تھے۔ خاص طور پر دانیال محمود نوری صاحب کا مضمون بہت اچھا لگا۔ تمام اراکین کی محنت اور دن رات کوششوں کی وجہ سے نوائے صوفیہ بام عروج پر قائم ہے۔ اس رسالہ کی وجہ سے مذہب صوفیہ کی اشاعت وتبلیغ بھرپور انداز سے ہو رہی ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قلم کاروں کو جزائے خیر دے۔ آمین! (عقیل غمگین چھوربٹی، پرتوگی)

☆ نوائے صوفیہ کے اراکین سے التماس ہے کہ رسالہ بروقت مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ رسالہ وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے دل بے چین رہتا ہے۔ مدرسہ شاہ ہمدان میں میرے روحانی باپ، اساتذہ، طلبہ، اراکین اور فارغ التحصیل نوجوانوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو۔ (مولانا محمد بشیر تبسم چھوربٹ سیاری)

☆ شمارہ نمبر 95 میں معلومات قرآن مجید والا مضمون بہت پسند آیا۔ جس سے قرآن مجید کے بارے میں سبھی کو معلومات حاصل ہوئیں ہیں۔ بندہ کی جانب سے عرض ہے کہ

ہر شمارہ میں قرآن مجید کے بارے میں ایک مضمون ضرور شائع کریں۔ شکریہ! (طالب علم محمد الیاس آرزو، چن ڈھوق تھگسوی (اسلام آباد)

☆ ، بعد از سلام عرض ہے کہ میں نوائے صوفیہ کا ایک پرانا قاری ہوں۔ اس رسالے پر ہم سب کو ناز ہے۔ ''آپ کے مسائل اور ان کے حل'' بہت زیادہ پسند ہے۔ (قمر علی ارمان، نیوٹی چن، تھگس)

☆ شمارہ نمبر 95 بہت معیاری اور دلچسپ مضامین پر مشتمل تھا۔ تفکر و تذکر، آپ کے مسائل، مضمون ٹھہریے فکر فردا کیجئے از ثناء اللہ صاحب براہوی بہت بہتر اور ولولہ انگیز تھا۔ اس مضمون کے پڑھنے کے بعد بھی اگر کسی عالم نے نوائے صوفیہ کو قولی، فعلی اور قلمی تعاون نہ کیا تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ سید محمد نوربخش کا پیروکار اور نوربخشی ہی نہیں۔

اس شمارے کا تزکیہ نفس، رہنمائے طلباء و طالبات، قارئین کے خطوط، والدین کی اطاعت، برکات اسلام، تعلیم و تربیت الغرض تمام مشمولات بہت اچھے اور پروف ریڈنگ بھی بہترین تھی۔ جس کے لئے کارکنان تعریف کے مستحق ہیں۔

میں اس مراسلے کے ذریعے جناب ثناء اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ایک سروے کرنے کا اہتمام کیا جانا چاہئے کہ ہر گاؤں میں کتنے خیر خواہان نوائے صوفیہ موجود ہیں۔ ہر خیر خواہ نوائے صوفیہ کو خط لکھ کر فہرست میں اپنا نام شامل کرائیں۔ جب یہ ہر گاؤں یا نمائندہ سے کلیئر ہو جائے تو ان خیر خواہوں کی ایک میٹنگ بلائی جائے۔ اس میٹنگ میں مستقبل کے لئے لائحہ عمل طے کیا جا سکتا ہے۔ فرداً فرداً کی حیثیت سے تو بہت جذبہ رکھتے ہیں۔ مگر ان کو اجتماعی سطح پر لائے بغیر ممکن نہیں ہے کہ گندم نما جو فروشوں کو بے نقاب کیا جا سکے۔

یوں اگر ہر علاقے میں اس سطح کی ایک ایک میٹنگ ہو سکے تو اس کے بعد نوائے اس قابل ہو جائے گا کہ وہ مضمون نگاروں اور کارکنان و نمائندوں کو اجرت دے سکے۔ اس سے خریداروں کی تعداد بڑھا سکے گا۔ نوائے صوفیہ کا معیار اور صفحات بڑھائے جا سکیں گے اور دورانیہ کو بھی کم کر کے پندرہ روزہ او ہفت روزہ شائع بھی کر سکے گا۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہے۔ (م۔ش۔ کوروی)

☆ پہلی بار نوائے صوفیہ کے لئے خط لکھ رہا ہوں یہ جریدہ طلباء اور طالبات کے لئے انتہائی مفید اور معلومات کا خزانہ ثابت ہو گا۔ مفتی علامہ بشیر صاحب کے مضامین سب کے لئے مفید ہیں۔ (طالب علم محمد باقر دلشاد، غورسے رائشہ)

☆ جناب چیف ایڈیٹر صاحب نوائے صوفیہ۔ السلام علیکم!

گلستان تصوف نوائے صوفیہ میرا فیوریٹ رسالہ ہے۔ جب بھی نیا شمارہ ہاتھ میں آتا ہے۔ دل چین پاتا ہے۔ کیونکہ نوائے صوفیہ کے تمام مضامین شاندار اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ اہم بات شمارہ نمبر 97 میں جی۔ ایچ معروفی صاحب کے انٹرویو اور تصویر کو دیکھنے کا موقع پہلی بار ملا۔ جس کی وجہ سے بے حد خوشی محسوس ہوئی۔ اب جناب ابو العرفان صاحب کا بھی ایک انٹرویو ضرور شائع ہونا چاہئے۔ تا کہ لوگ آپ کی سماجی اور مذہبی دُنیا میں خدمت کو سراہا جا سکے۔ دیگر نوائے صوفیہ اب مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے عوام کے لئے ایک قلمی راہبر اور ایک مبلغ ہے۔ بزرگانِ دین و

مذہب کی دُعاؤں، محنت، مضامین نگاروں کی محنت و کاوش اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نوائے صوفیہ کے معیار میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور میعار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ نور بخشیہ کے تمام افراد کے لئے باعث فخر و اطمینان ہے۔ لیکن اس کے میعاری ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری ایک دلی آرزو ایسی بھی ہے کہ نوائے صوفیہ کو ماہانہ وار شائع کیا جائے تاکہ معلومات، خبریں اور اچھی تبلیغ لوگوں تک جلد از جلد پہنچ جائیں۔ میری طرف سے چیف ایڈیٹر جناب ابو العرفان صاحب، جی۔ایچ معروفی صاحب کو بہت بہت سلام۔

(محمدی فیروز غور سے رانگیہ)

جواب: علامہ صاحب سے انٹرویو لینے کی متعدد بار کوشش کی۔مگر وہ اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔

☆ محترم جناب مدیر نوائے صوفیہ علامہ بشیر۔ اسلام علیکم! بعد از سلام عرض ہے کہ بندہ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہے اور نوائے صوفیہ بڑے شوق سے پڑھتا ہوں اس میں چھپنے والے مضامین بہت ہی اچھے ہیں اور لکھنے والے بہت ہی اچھے انداز میں اور جامع مضامین لکھتے ہیں۔ باقی اہل تصوف نوربخشی مذہب کی ترقی کے لئے جتنے بھی اچھے کام ہو رہے ہیں وہ باعثِ تحسین ہے۔ ان میں نوائے صوفیہ ہر اول دستے کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ہمارے ہر شر پسند عناصر نے ہمیں دو ٹولیوں میں تقسیم کرنے کے لئے جو غلط کام شروع کیا ہے اس کی میں سختی سے مذمت کرتا ہوں شاید یہی سب نور بخشی لوگوں کا بھی نظریہ ہوگا۔ پہلے ہمیں بیرونی خطرات سے اور سازشوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور پھر اندرونی مسائل کو مل بیٹھ کر خوش اسلوبی سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پہلے جب ہم ایک ہوں گے اور عظیم ہوں گے، طاقتور ہوں گے۔ تب ہم دوسروں کی شرارت سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے غیر مسلموں کی مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں کو دیکھنا چاہئے۔ دنیا میں آج کل جتنے بھی ظلم ہو رہے ہیں۔ خواہ وہ کشمیر ہو یا فلسطین، عراق ہو یا افغانستان جہاں ظلم ہو رہے ہیں وہ سب اسلام کے خلاف مسلمانوں کے خلاف ہو رہے ہیں۔ یہ سب یہود اور نصارا وغیرہ کی اسلام کو کمزور کرنے کی سازشیں ہیں ایک طرف مسلمانوں کو سزا دے رہے ہیں تو دوسری طرف دلوں پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے لئے فحاشی ایک اہم ہتھیار بن گیا ہے معاشرہ کے تمام نوجوان اس لعنت میں ڈوبے جا رہے ہیں اس کے لئے حل یہی ہے کہ ہم اتحاد یگانگت کا مظاہرہ کریں۔ اور آپس کے مسائل کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور نوجوانوں میں شعور پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

ہمیں امامیہ صوفیہ کی گروپ بندی کو بہت جلد حل کر کے نوربخشی مذہب کی آبیاری اور اسلام کی سربلندی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے نوائے صوفیہ جیسے رسالوں کو فروغ ملنا چاہئے۔ اور ماشاء اللہ سے نوائے صوفیہ بہت ہی اچھا کام کر رہے ہیں اور اس رسالے کو صرف مضامین تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس میں دور حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بھرپور سعی کرنی اور موجودہ دور میں کمپیوٹر اور ڈیجیٹل میڈیا کے دور میں کم از کم گنی چنی خبروں کو تو شائع کرنا چاہئے ۔ ماشاء اللہ سے ہمارا صرف یہی اکلوتا رسالہ ۔۔۔ اکلوتے بیٹے کو تو پورا

خاندان جان بھی نذرانے میں دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ لہذا اس رسالے کی آبیاری کے لئے ہم سب کو مل کر جدوجہد کرنے کی سخت ضرورت ہے

اس کو خاص طور پر بچوں کے لئے بھی جگہ دی جائے اور اس رسالے کو ہر جامع مساجد پر جمعہ کے دن فروخت کے لئے رکھنے کا بھی اہتمام کیا جائے اور نمائندوں کی تعداد بڑھایا جائے تو اس کی فروخت میں اضافہ ہوسکتا ہے اور نمائندوں کو چاہئے کہ وہ فروخت کے فوراً بعد رقم فوری طور پر انتظامیہ کو ارسال کر دیا کریں تو رسالہ بروقت شائع ہوسکتا

(صابر حسین شہابی کھرکوہ گربونگ)

بقیہ صفحہ 37 سے

سود شرعاً حرام ہے۔ اس کو پاک کرنے کا کوئی الگ طریقہ شرعاً ملنا دشوار ہے۔ لہذا فکس ڈپازٹ کو ہی ختم کیا جائے۔

جواب 8- بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ وضو مکمل کر چکنے پر کسی واجب حکم کے رہ جانے کا علم ہو جائے تو ایسی صورت میں ازسر نو وضو کرنا شرعاً واجب ہوگا۔

جواب 9- بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ اگر بچنے والے پچاس ہزار روپے پر ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو تو پچیس روپے فی ہزار کے حساب سے پچاس ہزار روپے کی زکوۃ ایک ہزار دو سو پچاس روپے ادا کرنا شرعاً واجب ہو جائے گا۔

جواب 10- بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ دریا کا پانی مُردار وغیرہ کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوا کرتا۔ لہذا غسل کر چکنے کے بعد دریا میں مُردار وغیرہ نظر آئے تو کوئی حرج نہیں۔ غسل دوبارہ کرنے کی شرعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی اندیشہ دل میں نہ لایا جائے۔

☆☆☆

مراسلہ:

اپیل نامہ

بنام:

(1) اراکین نوائے صوفیہ

(2) صدور و خزانچی انجمن ہائے نوربخشیہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ نوائے صوفیہ کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے بند کرنا پڑ رہا ہے۔ تاخیر سے چھاپنا پڑتا ہے۔ مضمون نہیں ملتا۔ علماء لکھتے نہیں ہیں۔ وغیرہ وغیرہ!

مگر آج تک ایک مستقل حل تلاش نہیں کیا گیا۔ جہاں بعض خواندہ لوگوں نے اسے جاری رکھنے کے لئے مستقل خریداروں کا ایک جال بچھایا۔ کسی نے کمپیوٹر فراہم کر کے ان مشکلات کا حل نکالنے کی سعی و کوشش کی۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ایک گروہ نیم خواندہ اس کی ہجو کی۔ جسکے اثرات ہیں کہ یہ مشکلات حل ہونے کے باوجود ناحل رہ گئے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ:۔

1- آیا نوربخشیہ خواہ بنام صوفیہ یا بنام امامیہ الگ وجود استقلالی قائم رہنا چاہئے یا نہیں؟

2- آیا واحد تبلیغی رسالہ نوائے صوفیہ جاری رہنی چاہئے یا نہیں؟

3- کچھ علماء کے مضامین عرق ریزی سے لکھنے کی بناء پر نہ چھپنے کی وجہ سے ناراض، دوسری طرف جن کے مضامین چھپنے پر ایک طبقہ فکر کے لوگ دھمکیاں دے کر باز رکھنے کی سعی، جبکہ خود تو اب تک لاتعلق ہے کہ نہیں؟

4- اگر مذہب حقہ قائم نوائے صوفیہ جاری اور ہر

عالم اپنے نگارشات چھپوانا چاہیں تو میں آپ سب نوربخشیوں سے مندرجہ ذیل اپیل کرتا ہوں:

(1) یہ کہ تمام صدور انجمن ہائے کی ایک کانفرنس بلائی جائے اور لائحہ عمل تیار کریں، کوئی صاحب مال سپانسر کرے۔

(2) یہ کہ ہر انجمن نشر و اشاعت کے لئے ایک نگارشات بھیجنے والوں کو معاوضہ دیں۔

(3) یہ کہ نوائے صوفیہ کے صفحات بڑھائیں اور زیادہ سے زیادہ مضامین شامل کریں۔

(4) چندہ پرچہ جات ایڈوانس ادا کریں۔

(5) یہ کہ بعد ازاں ہر انجمن کو ایک پرچہ فری بھیجا کریں۔

(6) نوائے صوفیہ کو ماہنامہ سے بڑھا کر ہفت روزہ بنائیں، جس کا پروف ریڈنگ صحیح طور پر کریں۔

(م۔ش کوروی)

☆☆☆

وصولیات

1- شمیم رضا گکٹی، نمائندہ خپلو .... 680/- روپے

2- مولانا محمد اسماعیل سرموں .... 300/- روپے

3- سودے علی خریداری نمبر 233 .... 200/- روپے

4- ماسٹر عبدالرحیم خریداری نمبر 1147 .... 250/- روپے

5- ڈاکٹر حسن صاحب، خریداری نمبر 1134

25/- روپے

6- حوالدار سلیم NLI-4 .... 600/- روپے

7- حاجی محمد علی تھلے (بذریعہ مولانا محمد انور)

1000/- روپے

8- اکبر جاوید ابدالی شگر، نمائندہ .... 170/- روپے

9- دانیال سکردو، مستقل خریدار .... 250/- روپے

10- غلام محمد پروانہ، نمائندہ .... 300/- روپے

11- ذاکر حسین، تھلے، نیا خریدار .... 240/- روپے

12- ہدایت علی، یڈگوس تھلے، نیا خریدار ..... 240/- روپے

13- مسجد سے فروخت ہوا۔ 35 عدد ...... 595/- روپے

14- علی پور اسلام آباد۔ 7 عدد .... 119/- روپے

15- ثناء اللہ، نمائندہ لاہور .... 1360/- روپے

16- اقبال ثاقب، نمائندہ NLI-14 ...... 408/- روپے

17- اقبال ثاقب، مستقل خریدار ..... 200/- روپے

18- اعجاز حسین .... 289/- روپے

19- بوا شیر علی نمائندہ ڈاغونی .... 500/- روپے

20- ماسٹر شکور علی سگریب خپلو نمائندہ ..... 1000/- روپے

21- ماسٹر غلام عباس سینو، نمائندہ .... 1390/- روپے

22- غلام محمد خان، نمائندہ کراچی محمود آباد ... 700/- روپے

23- محمد اشرف، نمائندہ منگھو پیر کراچی ..... 400/- روپے

24- کریم صاحب کھرکوہ نمائندہ .... 1000/- روپے

25- اکبر جاوید ابدالی نمائندہ شگر .... 160/- روپے

26- عمران حسن اوڑواکریس .... 100/- روپے

27- جی ایم موسیٰ علی نمائندہ سکردو ...... 1350/- روپے

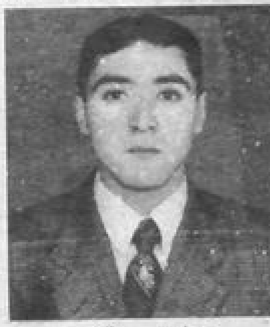
☆☆☆







NYF اسلام آباد کے زیر اہتمام شاہ سید ہاسٹل کی افتتاحی تقریب سے جناب جی ایچ معروفی مولانا محمد انور، فاچو محمد امین، غلام حسن شگری، محمد خان آف کراچی، ہیگو غلام مہدی، حولدار محمد ابراہیم، کفایت حسین، کاچو اختر، مہدی علی ربانی، نور علی بلغاری، محمد علی آف علی پور، لفٹیننٹ ذاکر حسین، مولانا محمد ابراہیم، اور محمد الیاس خطاب کر رہے ہیں۔



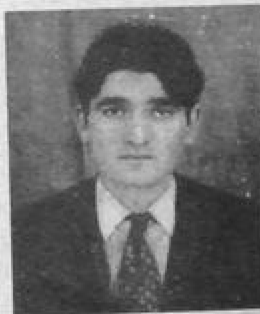
نور علی بلغاری، سیکرٹری



مہدی علی ربانی، صدر



دلشاد علی حیدری، نائب صدر



آفس سیکریٹری سجاد حسین



شفاعت علی، سیکرٹری انفارمیشن



کفایت حسین، سیکرٹری فنانس

باقی صفحہ 30 پر

خوشخبری

NYF اسلام آباد کے زیر اہتمام راولپنڈی/اسلام آباد کے سنگم پر واقع پنڈورہ چونگی کے نزدیک سید پور روڈ پر واقع **شاہ سید ہاسٹل** کا افتتاح ہو چکا ہے جدید سہولتوں سے آراستہ خصوصیات درج ذیل ہیں:

ا یہ ہاسٹل اعلیٰ تعلیمی اداروں کے قریب ہونے کے ساتھ ساتھ طلباء کے لئے ہمہ وقت لوکل ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی موجود ہے

۲۔ بہترین تعلیمی اداروں میں داخلہ کے لئے گائیڈنس اور تعاون کے لئے ماہر عملہ موجود ہیں

۳۔ مفت کوچنگ اور صوم وصلوٰت کے لئے بہترین انتظام موجود ہے

۴۔ رہائش وخوراک کا اعلیٰ انتظام موجود ہے

۵۔ ہاسٹل میں پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر داخلہ دیا جائے گا

مایوسی سے بچنے کے لئے رابطہ کریں

شبیر حسین وارڈن 0345-6461180 0346-5449914

رضوان 0323-9131544

پتہ۔ ہاؤس نمبر 31/36 غوثیہ کالونی عقب نیشنل بنک سید پور روڈ پنڈورہ راولپنڈی